ISSN 1992-5018

ISLAMABAD LAW REVIEW

Quarterly Research Journal of Faculty of Shariah& Law, International Islamic University, Islamabad

Volume 4, Number 1&2, Spring/Summer 2020

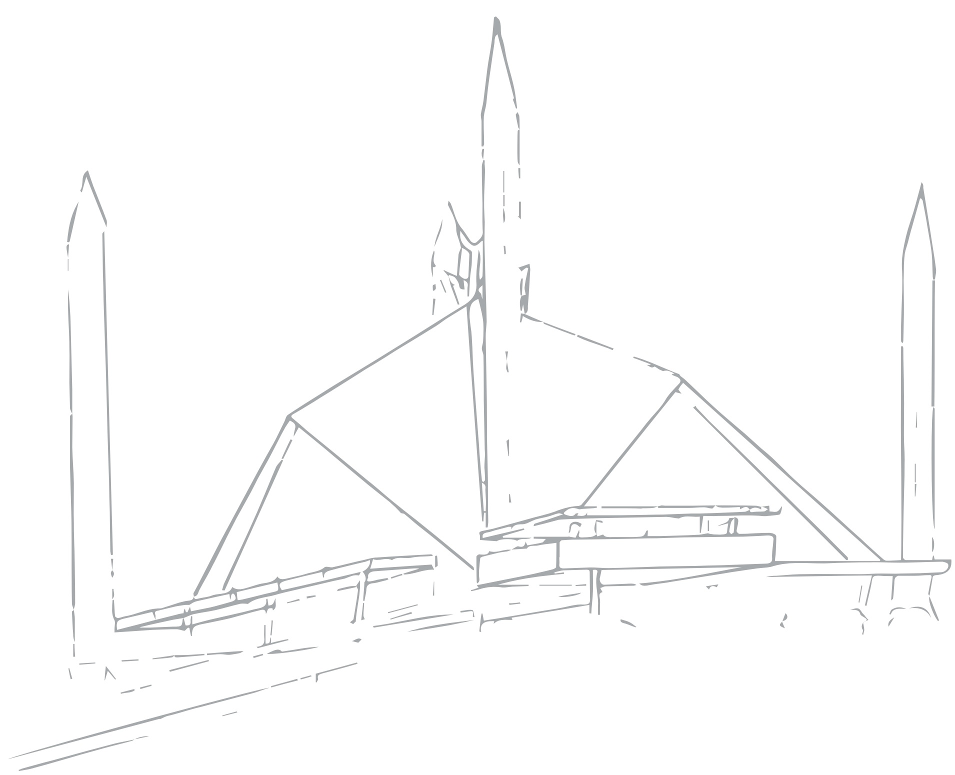

علتِ ربٰو میں فقہائے کرام کا اختلاف اور کرنسی نوٹ پر اس کا اثر: ایک فقہی اور تنقیدی جائزہ

اسد اللہ*

یاسر احمد زیرک**

Abstract

There has been a difference of opinion among the jurists regarding the Sharī'ah *ruling of the currency notes. The reason that led to this difference was the lack of elaborations in classical* fiqh, *as at that time the only prevailing currencies were gold and silver. Metal coins namely* fulūs *were also available but their usage was limited to only those transactions that involved low-priced goods. The status of currency notes remained controversial in the past until eventually the contemporary scholars accepted currency notes as gold and silver while applying the* Sharī'ah *rulings of* Ribā *and* Bay' Ṣarf *on them. Contrarily, numerous scholars from the Indo-Pak subcontinent have rejected the idea of applying the rulings of* Ribā *and* Bay'*Sarf on Currency Notes on the basis of the Hanafi school's elaborated effective cause of* Ribā *(*'Illat al-Ribā*). The reason for this difference of opinion is the variety of viewpoints available among scholars regarding the effective cause of* Ribā. *In the current literature, the majority of the research is carried out regarding the juristic nature and other aspects of this issue. However, this paper discusses the actual cause of the contradiction in the effective cause of* Ribā *and its impact on the currency note.*

Keywords: 'Illat al-Ribā, fulūs, *Gold and Silver,* Ṣarf, Thaman.

تعارف

مروجہ کرنسی نوٹ آج کی ترقی یافتہ دور کا شاخسانہ ہے۔ کسی زمانے میں سونا چاندی کے ڈھلے ہوئے سکے (درہم و دینار) آلۂ تبادلہ کے طور پر رائج تھے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ کرنسی نوٹ وجود میں آگیا۔ کرنسی نوٹ کے وجود میں آنے کے بعد اس کے حکم میں فقہائے کرام کا آپس میں اختلاف ہوا۔ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ اس کے بارے میں متقدمین فقہاء کے ہاں کوئی تصریح نہیں تھی، کیونکہ ان کے زمانے میں سونا چاندی کے سکے بطورِ

* لیکچرر شریعہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ asadullah312@gmail.com

** پی ایچ ڈی سکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد. yasirahmad777@gmail.com.

کرنسی رائج تھے۔ فلوس کے نام سے کچھ دھاتی سکے بھی رائج تھے لیکن اس کا استعمال صرف معمولی اور کم قیمت اشیا کی لین دین تک محدود تھا۔

ماضی میں اس مسئلے میں کافی اختلاف رہا، لیکن بالآخر معاصر فقہاء کی اکثریت نے اس کو باقاعدہ طور پر بیعِ صَرف اور ربٰو کے معاملے میں سونے اور چاندی کی طرح مستقل ثمن کے طور پر تسلیم کر لیا، البتہ برصغیر پاک وہند کے بیشتر فقہاء نے احناف کی علتِ ربٰو والے مؤقف کی بناپر ایک اور رائے اختیار کی کہ کرنسی نوٹ پر بیعِ صرف اور ربٰو کے پورے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کرنسی نوٹ کو امام محمدؒ کے قول کے مطابق فلوس کے حکم میں قرار دے دیا، جس کی تائید برصغیر پاک وہند کے اکثر علمانے کی۔ بیشتر محققین نے اس موضوع پر لکھا ہے لیکن انہوں نے اس معاملے کی حقیقت، فقہی تکییف اور دیگر مباحث کی طرف توجہ دی ہے، جب کہ زیرِ نظر مقالے میں اس اختلاف کی اصل اور بنیادی سبب کو زیرِ بحث لایا جائے گا جو در حقیقت علتِ ربٰو میں اختلاف ہے۔

کرنسی نوٹ میں اختلاف کی بنیاد:

کرنسی نوٹ کے سلسلے میں علماء کی آرا مختلف ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے بعض علمائے کرام کے نزدیک کرنسی نوٹ دَین کے "وثیقہ" کے حکم میں ہے، اس لیے اس پر ثمن کے احکام جاری نہیں ہوں گے، چنانچہ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر سونا اور چاندی کی رسید ہے، البتہ بعض حضرات کی رائے کے مطابق یہ سامان (عروض) کی طرح ہے۔ بعض علماء نے اسے ثمن کے حکم میں قرار دیا۔ پھر ثمنیت کے سلسلے میں بھی علماء میں اختلاف پیدا ہوا، بعض نے کہا کہ یہ مستقل طور پر سوناچاندی کے حکم میں ہے اور اس پر سوناچاندی کے تمام احکام جاری ہوں گے، جب کہ بعض نے اسے فلوس کے حکم میں شمار کیا ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد درج ذیل دو سوالات پر ہے:

۱۔ کیا کرنسی نوٹ کی پشت پر سونا اور چاندی ہیں؟

۲۔ کیا ثمنیت صرف سونا اور چاندی میں منحصر ہے؟

معاصر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ کرنسی نوٹ ثمن ہے اور اس کی پشت پر کسی معدن یعنی سوناچاندی وغیرہ کا وجود ضروری نہیں ہے، تاہم اس کے باوجود ربٰو اور بیعِ صَرف کے احکام کے سلسلے میں ان کا آپس میں اختلاف ہے کہ کیا یہ احکام کرنسی نوٹ پر جاری ہوں گے؟ اس اختلاف کا انحصار "ربٰو کی علت" کے سلسلے میں منقول مختلف اقوال پر ہے اور فقہی تکییف کے حوالے سے اختلاف کی حیثیت ثانوی ہے۔ چنانچہ وزن اور جنس کو ربٰو کی علت قرار دینے

کے بعد یہ ممکن نہیں کہ کرنسی نوٹ پر بیعِ صَرف کے احکام جاری ہونے کی رائے اختیار کی جائے، اگرچہ کرنسی نوٹ کو مستقل طور پر نقد بھی قرار دیا جائے۔ جن حضرات کے نزدیک علتِ ربٰو "مطلق ثمنیت" ہے ان کے مطابق کرنسی پر سونا چاندی کے احکام جاری ہوں گے اور جن حضرات کے نزدیک ربٰو کی علت "ثمنیتِ غالبہ" ہے تو ان کے قول کا تقاضا یہ ہے کہ کرنسی پر بیعِ صَرف اور ربٰو کے احکام جاری نہ ہوں، کیونکہ انہوں نے علت کو سونا، چاندی میں منحصر کر دیا، جب کہ کرنسی نوٹ نہ سونا ہے نہ چاندی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف کی اصل بنیاد علتِ ربٰو میں اختلاف ہے، چنانچہ ذیل میں اسی نقطے پر بات کی جائے گی۔

سونا اور چاندی میں علتِ ربٰو کے سلسلے میں علماء کی آراء:

ربٰو کی حرمت قرآن وسنت سے واضح ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۷۵، ۲۷۸، اور سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳۰ اور متعدد دیگر آیات کی رُو سے سودی معاملات قطعی طور پر حرام قرار دیئے گئے۔ احادیث میں ربٰو الفضل کے احکام کی وضاحت اس حدیث سے ہو رہی ہے جس میں چھے چیزوں کا تذکرہ ہے جو مختلف طرق سے مروی ہے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد"[1]۔

اس حدیث میں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک میں ہم جنس تبادلے کے وقت برابری اور فی الفور قبضے کو ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور خلافِ جنس تبادلے کے وقت صرف قبضے کو ضروری قرار دیا ہے۔ بعض احادیث میں ان چھے اشیا کا تذکرہ ہے، جب کہ بعض میں صرف سونا چاندی کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا ہے، جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے[2]۔ علتِ ربٰو کے حوالے سے سب سے اہم حدیث یہی ہے جس میں مذکورہ چھے اشیا کا تذکرہ ہے۔ ظاہری مکتبِ فکر کے علمائے کرام کے ہاں یہ حکم صرف ان چھے اشیا میں منحصر

---

۱ - مسلم بن الحجاج ، **الصحيح**، كتاب البيوع، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا.

۲ - محمد بن إسماعيل البخاري، **الجامع الصحيح**، كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، ومسلم، **الصحيح**، كتاب البيوع، باب الربا.

ہے [3]، یہی رائے امام قتادہؒ، حنابلہ میں سے ابنِ عقیلؒ [4] اور امام الحرمینؒ [5] کی بھی ہے۔ جمہور علمائے کرام کے ہاں یہ حکم دیگر اشیا کی طرف بھی متعدی ہے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک ربٰو صرف ان اشیا میں منحصر نہیں بلکہ ان اشیا کا تذکرہ صرف بطورِ مثال ہے کیونکہ اس زمانے میں عمومی لین دین انہی اشیا کے ذریعے ہوا کرتی تھی [6]۔ مؤخر الذکر رائے کے قائل ائمہ کرام نے مذکورہ چھے اشیا کو دو قسموں پر تقسیم کیا ہے:

1۔ سونا اور چاندی 2۔ باقی چار اشیا

حنفیہ کی رائے-وزن اور جنس:

حنفی فقہائے کرام کے نزدیک سونا چاندی میں علتِ ربٰو "وزن اور اتحادِ جنس" ہے [7]، حنابلہ کا مشہور قول بھی یہی ہے [8]، دیگر ائمہ میں سے امام نخعیؒ، امام زہریؒ، امام ثوریؒ اور امام اسحاقؒ کی بھی یہی رائے ہیں [9]۔ ان حضرات کا

---

٣ - أبو محمد علي بن أحمد، ابن حزم الظاهري ، **المحلى بالآثار**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ)، ص: ٧/ ٤٠٣. شمس الدين ابن قيم الجوزية، **إعلام الموقعين عن رب العالمين**، (دار الجيل بيروت سنة ١٩٧٣م)، ص: ٢/ ١٥٦.

٤ - ابن قيم الجوزية، **إعلام الموقعين**، ص: ٢/ ١٥٦.

٥ - إمام الحرمين أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني، **البرهان في أصول الفقه**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ)، ص: ٢/ ٣٨.

٦ - كمال الدين ابن الهمام، **فتح القدير شرح الهداية**، (دار الفكر بيروت)، ص: ٧/ ١٢.

٧ - زين الدين بن إبراهيم، ابن نجيم المصري، **البحر الرائق شرح كنز الدقائق**، (دار الكتاب الإسلامي، الطبعة الثانية)، ص: ٦/ ١٣٧. ابن الهمام، **فتح القدير**، ص: ٧/ ٤. علاء الدين الكاساني ، **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**، (دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ)، ص: ٥/ ١٨٣. فخر الدين الزيلعي ، **تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق**، (المطبعة الكبرى الأميرية القاهرة، الطبعة الأولى ١٣١٣هـ)، ص: ٤/ ٨٦.

٨ - علاء الدين علي بن سليمان المرداوي، **الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف على مذهب الإمام أحمد بن حنبل**، (دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ)، ص: ٥/ ١٣. موفق الدين عبد الله بن أحمد، ابن قدامة المقدسي، **المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني**، (دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ)، ص: ٤/ ١٣٥. منصور بن يونس البهوتي، **كشاف القناع عن متن الإقناع**، (دار الكتب العلمية)، ص: ٣/ ٢٥١. عبد الرحمن

مستدل قرآنِ حکیم کی وہ تمام آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے وزن پورا کرنے اور وزن میں کمی کرنے سے بچنے کا حکم فرمایاہے جیسے سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۱۸۱، ۱۸۲، سورۃ ھود کی آیت نمبر ۸۵ اور سورۃ مطففین کی ابتدائی تین آیات۔ ان کے علاوہ دیگر وہ آیات جن میں کیل اور وزن پورا کرنے کا حکم ہے اور پورا نہ کرنے والوں کے لیے وعید کا تذکرہ ہے، ان سب میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جن چیزوں کو تولا یا ناپا جاتا ہے ان میں برابری ضروری ہے ورنہ ان آیات کی مخالفت لازم آئے گی۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ اس کے پیچھے مؤثر علت "وزن یا کیل" ہی ہے [10]۔

احادیث سے دلائل:

1. حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قبیلہ بنو عدی کے کسی فرد کو خیبر میں سرکاری کارندہ مقرر فرمایا۔ وہ وہاں سے کچھ کھجور لے کر آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ کہا: نہیں، بلکہ ہم دو صاع کے بدلے ایک صاع خریدتے ہیں، تو آپ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور متبادل طریقہ کار بتلاتے ہوئے فرمایا کہ درمیانی درجے کی کھجور بیچ کر اس کی قیمت سے اعلیٰ قسم کی کھجور خریدیں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی اضافہ فرمایا: "وکذالک المیزان" یعنی یہی حکم وزنی اشیا کا بھی ہے [11]۔ علامہ زیلعیؒ نے اس حدیث کو مذکورہ بالا مؤقف پر سب سے مضبوط دلیل قرار دیا ہے [12]۔
2. ان حضرات کا مستدل وہ روایت بھی ہے جس میں چھے چیزوں کی حرمت کے ذکر کے ساتھ وزن کی تصریح بھی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "الذهب بالذهب

بن محمد، ابن قدامة المقدسي، **الشرح الكبير على متن المقنع**، (دار الكتاب العربي للنشر والتوزيع)، ص: ٤/ ١٢٥- ١٢٦.

٩ - عبد الرحمن بن محمد، ابن قدامة، **الشرح الكبير**، ص: ٤/ ١٢٥-١٢٦. ابن قدامة، **المغني**: ص: ٤/ ١٣٥.

١٠ - ملاحظہ ہو: علاؤ الدين الكاساني، **بدائع الصنائع**: ٥/ ١٨٤.

١١ - مسلم بن الحجاج، **الصحيح**، كتاب البيوع، باب بيع الطعام مثلا بمثل. البخاري، **الصحيح**، كتاب الوكالة، باب الوكالة في الصرف والميزان.

١٢ - فخر الدين الزيلعي، **تبيين الحقائق**، ص: ٤/ ٨٦.

وزنا بوزن... [13]" یعنی جب سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ ہو تو وزن برابر سرابر ہو۔ امام سرخسیؒ کے مطابق گویا اس حدیث کے بموجب "وزن" کا علت ہونا منصوصی ہے[14]۔ اسی طرح کا مضمون حضرت ابو سعید خدری[15]، حضرت فضالہ بن عبید[16] اور حضرت ابن عمر[17] رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات میں بھی وارد ہے[18]۔

3. تیسری دلیل ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک دن اپنی اہلیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے، تو عجوہ کھجور کھانے کی خواہش ظاہر کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انصار کے ایک آدمی کے پاس دو صاع کھجور بھیجے تو وہ آدمی دو صاع کے بدلے ایک صاع عجوہ کھجور لے آیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ کھجور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ کو اچھی لگی، چنانچہ ایک کھجور کھانے کے بعد آپ ﷺ رک گئے اور فرمایا: تیرے پاس یہ کھجور کہاں سے آگئی؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے صورتِ حال کی وضاحت کی۔ آپ ﷺ نے وہ کھجور اپنے سامنے سے پھینکتے ہوئے فرمایا: "اسے واپس کرو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں، کھجور کا تبادلہ کھجور کے ساتھ، گندم کا تبادلہ گندم کے ساتھ، جو کا تبادلہ جو کے ساتھ، سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ اور چاندی کا تبادلہ چاندی کے ساتھ ہو تو برابر سرابر اور نقد ہو گا، جس نے اس پر

---

١٣ - مسلم، **الجامع الصحيح**، كتاب البيوع، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا.

١٤ - شمس الأئمة محمد بن أحمد السرخسي ، **كتاب المبسوط،** (دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ)، ص: ١٢/ ٢٠٣-٢٠٤.

١٥ - مسلم، **الصحيح،** كتاب البيوع، باب الربا.

١٦ - مسلم، **الصحيح،** كتاب البيوع، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب.

١٧ - أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الإمام، **المسند،** مسند عبد الله بن عمر، (دار الحديث، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٤١٦هـ)، ص: ٧/ ٢٧، رقم: ٥٨٨٥.

١٨ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية والتجارية في الفقه الإسلامي**، رسالة ماجستير، جامعة أم القرى مكة المكرمة، سنة: ١٤٠٥- ١٤٠٦هـ، ص: ٨٨-٨٩. منصور بن يونس البهوتي، **كشاف القناع**: ٣/ ٢٥٤. السرخسي، **المبسوط**: ١٢/ ٢٠٣-٢٠٤. فخر الدين الزيلعي، **تبيين الحقائق،** ص: ٤/ ٨٧.

اضافہ کیا (زیادتی کی) تو وہ سود ہے"۔ پھر فرمایا: "كذلك ما يكال ويوزن أيضا[19]" یعنی یہی حکم ہر کیلی اور وزنی چیز کا ہے۔

4. دار قطنی میں حضرت عبادہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: "ما وزن مثل بمثل إذا كان نوعا واحدا وما كيل فمثل ذلك، فإذا اختلف النوعان فلا بأس به[20]. یعنی وزنی چیز کا تبادلہ اگر اس کے ہم جنس چیز سے ہو تو برابری ضروری ہے اور کیلی چیز کا تبادلہ اگر اس کے ہم جنس چیز سے ہو تو بھی برابری ضروری ہے۔ ہاں اگر تبادلہ کسی اور جنس کے ساتھ ہو تو پھر کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں۔ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس حکم کو جنس اور قدر کے ساتھ مربوط فرمایا ہے جو کہ اس کی علت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بھی کسی حکم کو اسمِ مشتق کے ساتھ جوڑ لیا جائے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اس حکم کی علت ہے۔ بالفاظِ دیگر اس حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ ہر کیلی اور وزنی چیز کا کیل یا وزن اور جنس کی وجہ سے برابر سرابر ہونا ضروری ہے[21]۔

5. امام طحاویؒ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ان کا قول نقل کرتے ہیں: بسا اوقات ایک غلام دو غلاموں سے بہتر ہوتا ہے اور ایک کپڑا دو کپڑوں سے بہتر ہوتا ہے، چنانچہ جب لین دین نقد ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، جہاں تک سود کا تعلق ہے تو وہ ادھار میں ہوتا ہے الّا یہ کہ وہ چیز کیلی یا وزنی ہو[22]۔ اس اثر سے استدلال واضح ہے۔

---

١٩ - أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم، **المستدرك على الصحيحين**، كتاب البيوع، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١١هـ)، ص: ٢/ ٤٩، رقم: ٢٢٨٢.

٢٠ - أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني، **السنن**، (مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ)، ص: ٣/ ٤٠٧، رقم: ٢٨٥٣.

٢١ - الزيلعي، **تبيين الحقائق**، ص: ٤/ ٨٦.

٢٢ - أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي، **شرح مشكل الآثار**، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الأشياء الموزونات أنها كالأشياء المكيلات في دخول الربا فيها كدخوله في الأشياء المكيلات، (مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ)، ص: ٣/ ٣٣٨. أبو محمد علي بن أحمد، ابن حزم الظاهري ، **المحلى بالآثار**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ)، ص: ٧/ ٤٢٤.

6. ابن حزم نے محلیٰ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جن چیزوں کو صاع سے ناپ کر بیچا جاتا ہے ان کا تبادلہ اگر ہم جنس چیز سے ہو تو برابری ضروری ہے اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر مضائقہ نہیں، پھر فرمایا کہ وزنی اشیا کا بھی یہی حکم ہے (23)۔

دلائل کی تنقیح:

جہاں تک قرآنِ حکیم کی مذکورہ بالا آیات سے استدلال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جو حضرات طعم اور ثمنیت کو ربٰو کی علت قرار دیتے ہیں، ان کا قول ان آیات کے مخالف نہیں، اس لیے کہ ان کے قول کے مطابق بھی تمام کھائی جانے والی چیزوں اور بطورِ ثمن استعمال ہونے والی چیزوں میں برابری ضروری ہے اور یہ برابری کیل یا وزن ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے دیگر اقوال کو اختیار کرتے ہوئے بھی ان آیات پر عمل ہو رہا ہے۔ جہاں تک خیبر کی کھجور والی حدیث کا تعلق ہے جس میں "وکذلک المیزان" کا اضافہ وارد ہے تو امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ اضافہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے، حدیثِ مرفوع میں اس طرح کا اضافہ نہیں ہے (24)۔ وہ احادیث جن میں وزن یا کیل کا تذکرہ ہے، ان سے استدلال اس وجہ سے کمزور ہے کہ احادیث میں ان کا تذکرہ لین دین میں برابری پر زور دینے کے لیے کیا گیا ہے، علت کا بیان اس سے مقصود نہیں ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کیل کو محض برابری کا ذریعہ قرار دینے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اسی پر حکم کا دار و مدار بھی ہو (25)۔ امام شوکانیؒ نے بھی یہ بات فرمائی ہے کہ کیل اور وزن کا ذکر محض برابری کو لازم قرار دینے کے لیے ہیں، اس کو بنیاد بنا کر باقی کیلی اور وزنی چیزوں کی طرف حکم کو متعدی کرنا درست نہیں (26)۔

جہاں تک حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ والی روایت کا تعلق ہے تو اس روایت کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ اضافہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جیسا کہ خیبر کی کھجور والی راویت میں

---

٢٣ – ابن حزم، **المحلی بالآثار**: ٧/ ٤٢٤.

٢٤ – أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي، **السنن الكبرى**، كتاب البيوع، باب من قال بجريان الربا فى كل ما يكال ويوزن، (دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ)، ص: ٥/ ٤٦٩، بعد الحديث رقم: ١٠٥٢٠.

٢٥ – يحيى بن شرف النووي، **المجموع شرح المهذب**، (دار الفكر)، ص: ٩/ ٤٠٢.

٢٦ – محمد بن علي الشوكاني، **السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار**، (دار ابن حزم بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ)، ص: ٥٠٧.

اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس بات پر استدلال داود بن ابی ہند کی روایت سے کیا ہے کہ انہوں نے ابو نضرۃ کے حوالے سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا قصہ نقل کیا ہے جس میں حضور ﷺ کا اتنا ارشاد منقول ہے: "أربيت، إذا أردت ذلك فبع تمرك بسلعة ثم اشتر بسلعتك أي تمر شئت"، یعنی تم نے سودی معاملہ کیا، جب بھی تم اس طرح کرتے ہو تو پہلے اپنی کھجور بیچا کرو، اس سے جو قیمت حاصل ہو جائے تو اس سے جو کھجور چاہو، خرید لو۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فالتمر بالتمر أحق أن يكون ربا أم الفضة بالفضة"، یعنی کھجور کو کھجور کے ساتھ بیچنے میں سود کا احتمال زیادہ ہے یا چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنے میں؟ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل روایت میں صرف کھجور کا ذکر تھا، حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس بابت چاندی کو کھجور پر قیاس کیا، بعد کے راویوں نے اسے حدیثِ مرفوع کا حصہ بنا دیا [27]۔ ابن حزمؒ نے اس احتمال کا ذکر بھی کیا ہے کہ ممکن ہے کہ یا اضافہ ابو مجلز نے کیا ہو اس لیے کہ دیگر ثقہ راویوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے یہ روایت اس لفظ کے بغیر نقل کی ہے [28]۔ امام طحاویؒ کی تخریج کے مطابق بھی اصل روایت میں یہ اضافہ نہیں ہے [29]۔

مزید برآں یہ اضافہ صرف حیان ابن عبید اللہ العدوی کی روایت میں مروی ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: ابو مجلز کی بیان کردہ احادیث میں سے اس حدیث میں حیان نے تفرد اختیار کیا ہے، اور حیان کے معاملے میں محدثین نے کلام کیا ہے [30]۔ جہاں تک حضرت انسؓ اور حضرت عبادۃؓ کی حدیث کا تعلق ہے، تو امام دار قطنیؒ کے ہاں اس حدیث میں سند اور متن کے اعتبار سے اختلاف ہے [31]۔ نیز راوی ربیع بن صبیح متکلم فیہ ہے، چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "اس روایت کی اسناد میں ربیع بن صبیح ہے جن کی روایت میں امام احمدؒ کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ یحیٰ بن معینؒ، ابن سعدؒ اور امام نسائیؒ کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔ ابو زرعہؒ اور ابو حاتمؒ کے

---

٢٧ - البيهقي، **السنن الكبرى**، كتاب البيوع، باب من قال بجريان الربا فى كل ما يكال ويوزن، ص: ٥/ ٤٦٩.

٢٨ - ابن حزم، **المحلى**، ص: ٧/ ٤٢٢-٤٢٣.

٢٩ - أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي ، **شرح معاني الآثار**، كتاب الصرف، باب الربا، عالم الكتب، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ، ص: ٤/ ٦٦، رقم: ٥٧٦١.

٣٠ - البيهقي، **السنن الكبرى**، كتاب البيوع، باب من قال بجريان الربا فى كل ما يكال ويوزن، ص: ٥/ ٤٦٩، بعد الحديث رقم: ١٠٥٢٠. مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ستر الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ٩٩-١٠٠.

٣١ - علي بن عمر الدارقطني، **السنن**، ص: ٣/ ٤٠٧.

نزدیک وہ نیک آدمی ہیں، البتہ ان کے نیک ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ حدیث کے معاملے میں بھی وہ ثقہ ہو۔ صاحبِ تقریب نے ان کو صادق قرار دینے کے ساتھ ساتھ سیئ الحفظ بھی قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس طرح کی روایت ربٰو جیسے بڑے حکم کے ثبوت کے لیے بطورِ حجت پیش نہیں کی جاسکتی(32)۔

حضرت عمارؓ کے قول کو بطورِ دلیل پیش کرنے کو علامہ ابن حزمؒ نے مسترد کیا ہے، اس لیے کہ اس کے الفاظ اس طرح ہیں: "فما کان ید ابید فلا بأس، إنما الربا في النسأ إلا ما کیل أو وزن" اب نحوی لحاظ سے دیکھنا یہ ہے کہ "إلا ما کیل أو وزن" کو کس جملے سے استثنا قرار دیا جائے، اگر اس کو "إنما الربا في النسأ" سے استثنا قرار دیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سود کا تعلق صرف ادھار اور کیلی اور وزنی اشیا سے ہے، حالانکہ یہ حنفیہ کی رائے نہیں، اور اگر اس کو "فما کان ید ابید فلا بأس" سے استثنا قرار دیا جائے تو پھر اس کا مطلب ہو گا کہ کیلی چیز کا تبادلہ وزنی چیز سے ہاتھوں ہاتھ بھی درست نہیں، دونوں صورتوں میں کسی کے بھی حنفیہ قائل نہیں اور کوئی تیسری توجیہ ممکن نہیں، اس لیے یہ دلیل کمزور ہے(33)۔ لیکن ابن حزمؒ کا یہ اعتراض کمزور اس لیے ہے کہ حضرت عمارؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ربا النسیئہ صرف قرض کے معاملات میں ہی لازم آتا ہے البتہ کیلی اور وزنی چیزوں میں ربا الفضل بھی لازم آتا ہے(34)۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صحابی کی ذاتی رائے ہے جس سے اختلاف کی گنجائش ہے۔ جہاں تک حدیثِ عمر کا تعلق ہے تو ابن حزمؒ نے اسے انقطاع کی وجہ سے رد کیا ہے(35) کیونکہ اس حدیث کی روایت عمرو بن شعیبؓ نے حضرت عمرؓ سے بلاواسطہ کی ہے، جب کہ عمرو بن شعیبؓ نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا، اس اعتبار سے یہ روایت منقطع ہے(36)۔

وزن کو علت قرار دینے والے مؤقف پر وارد اعتراضات:

متذکرہ بالا رائے پر فقہی نوعیت کے کچھ اشکالات بھی وارد ہوتے ہیں جن کا ذکر حسبِ ذیل ہے۔

---

٣٢ - محمد بن علي الشوكاني، **السيل الجرار**، ص: ٥٠٧.

٣٣ - ابن حزم، **المحلى**، ص: ٧/ ٤٢٥.

٣٤ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ٩٧.

٣٥ - ابن حزم، **المحلى**، ص: ٧/ ٤٢٥.

٣٦ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ٩٧-٩٨.

۱۔ نقضِ علت:

اس رائے پر سب سے اہم اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جب کسی وزنی چیز میں بیعِ سلم کیا جائے اور سونا یا چاندی کو قیمت بنالیا جائے تو اس علت کے مطابق چونکہ دونوں وزنی چیزیں ہیں اور دو وزنی اشیا کا آپس میں بیعِ سلم درست نہیں ہوتا، اس لیے یہ عقد بھی ناجائز ہونا چاہیے، جب کہ حنفیہ کے ہاں ایسا عقد جائز ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ علتِ ربٰو کے معاملے میں سونا، چاندی اور دیگر موزونات کا حکم مختلف ہے، لہٰذا "وزن" کو علتِ ربٰو قرار دینا کسی صورت درست نہیں[37]۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ جب علت بغیر کسی مؤثر فرق کے حکم پر اثر انداز نہ ہو سکے تو ایسی چیز کو علت قرار دینا درست نہیں۔[38] حنفیہ نے اس اشکال کا جواب کچھ یوں دیا ہے کہ سونا چاندی بھی وزنی ہے اور باقی اشیا بھی وزنی ہیں مگر دونوں کے وزنی ہونے میں اس لحاظ سے فرق ہے کہ سونے چاندی کو بہت دقیق ترازو سے تولا جاتا ہے اور متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے جب کہ دیگر وزنی اشیا ایسی نہیں، اور اس عقد سلم کی اباحت حدیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیلی اور وزنی اشیا میں سلم کی اجازت دی[39] حالانکہ اس زمانے کی رائج کرنسی درہم اور دینار ہی تھے۔[40] لیکن یہ جواب اس لحاظ سے کمزور ہے کہ ترازو کا مختلف ہونے کے باوجود یہ تمام چیزیں پھر بھی وزنی تو ہیں، اس لیے ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس کو عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ورنہ تو سلم کا دروازہ بند ہو جائے گا۔[41]

۲۔ وزن ایک اتفاقی وصف ہے:

وزن کو علت قرار دینا ایک غیر متعلقہ وصف کو علت قرار دینے کے مترادف ہے جب کہ اصولیین کے ہاں علت اور حکم کے مابین ایک گونہ مناسبت ضروری ہے، امام ماوردیؒ فرماتے ہیں: ثبوتِ حکم کے معاملے میں علت وہ وصف ہونا چاہیے جو مقصودی ہو یعنی اتفاقی نہ ہو[42]، جب کہ وزن کو علت قرار دینا محض ایک اتفاقی چیز کو علت قرار دینا ہے جس کی اصل حکم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں۔ علامہ ابن القیمؒ نے بھی اس مؤقف کو اسی وجہ سے رد کیا

---

۳۷ - أبو الحسن علي بن محمد الماوردي، **الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي (شرح مختصر المزني)**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ)، ص: ٥/ ٩١-٩٢.

۳۸ - ابن قيم الجوزية، **إعلام الموقعين**، ص: ٢/ ١٥٦.

۳۹ - مسلم ، **الصحيح**، كتاب البيوع، باب السلم.

٤٠ - الزيلعي، **تبيين الحقائق**، ص: ٤/ ٨٨.

٤١ - ابن الهمام، **فتح القدير**، ص: ٧/ ١٤.

٤٢ - الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٨٧.

ہے۔ [43] شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک بھی شریعت کے قوانین کے ساتھ زیادہ موافق یہ ہے کہ سونا، چاندی میں "ثمنیت" کو علت قرار دے کر متعلقہ احکام کو انہی دونوں کے ساتھ مختص کیا جائے، کیونکہ شریعت نے مجلسِ عقد میں تقابض کو واجب قرار دینے جیسے اکثر احکام میں "ثمنیت" ہی کو مدار بنایا ہے۔ [44]

۳۔ جگہ اور اشیا کے اختلاف کی وجہ سے علت میں اختلاف:

ایک اعتراض یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ بعض چیزیں بعض علاقوں میں کیل کے ذریعے بیچی جاتی ہیں، جب کہ بعض دیگر جگہوں پر وزن کر کے بیچی جاتی ہیں، کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے، چنانچہ کھجور حجاز میں کیل کر کے بیچی جاتی ہیں اور بصرہ اور عراق میں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں۔ اسی طرح گندم بھی کسی زمانے میں کیل کے ذریعے بیچی جاتی تھی، اس کے بعد وزن کے ذریعے اس کی خرید وفروخت شروع ہوئی۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک ہی جنس کے اندر بعض علاقوں میں ربٰو پایا جاسکتا ہے جب کہ بعض علاقوں میں اسی جنس کے اندر ربٰو کا احتمال بھی نہیں ہے، نیز اسی طرح بعض زمانوں میں پایا جاسکتا ہے اور بعض میں نہیں، جب کہ حکم کی علت کے لیے تو ضروری ہے کہ ہر زمانے اور ہر جگہ میں یکساں ہو۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ ہم ہر ملک اور علاقے کی عادت کو اعتبار دیں گے تو دین کھلواڑ بن جائے گا۔ جب بھی اس علاقے کے لوگ حرام چیز کو حلال کرنا چاہیں گے تو جس چیز کو وہ کیل کر کے بیچتے تھے، اس کو وزن کر کے بیچنا شروع کر دیں گے اور جو چیز وزن کر کے بیچتے تھے، اس کو کیل کر کے بیچنا شروع کر دیں گے، چنانچہ ایک حرام چیز وہ اپنے اختیار کے ساتھ حلال ٹھہرا سکیں گے [45]۔

۴۔ سونا چاندی کے علاوہ چیزوں میں ربٰو کی حکمت کا وجود:

شیخ ابن منیع فرماتے ہیں کہ حرمتِ ربٰو کی حکمت یعنی دفع ظلم وعدوان ہر اس چیز میں پائی جاتی ہے جو بطورِ ثمن رائج ہو، بلکہ سونا چاندی میں حرمتِ ربٰو کے معاملے میں جس ظلم کی رعایت رکھی جاتی ہے، وہ کرنسی نوٹ کے لین دین میں بھی پایا جاتا ہے، لہٰذا وزن کو علت ٹھہرانا ثمن کی تمام قسموں کو شامل نہیں، اس لیے علت ایسی ہونی چاہیے جو

---

٤٣ – ابن قيم الجوزية، **إعلام الموقعين**، ص: ٢/ ١٥٦.

٤٤ – شاه ولي الله الدهلوي، **حجة الله البالغة**، (دار إحياء العلوم بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ)، ص: ٢/ ١٢٤.

٤٥ – الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٨٧. ابن حزم، **المحلى**، ص: ٧/ ٤٢٣-٤٢٤.

ان تمام اقسام کو شامل ہو۔ [46] حنفیہ کی جانب سے ان اعتراضات کے کچھ جوابات بھی دئے گئے ہیں جو کتبِ فقہ میں موجود ہیں۔

دوسری رائے: ثمنیتِ غالبہ

علتِ ربا کے حوالے سے دوسری رائے یہ ہے کہ ربا کی علت "جنس بمع ثمنیتِ غالبہ" ہے، جس کو "ثمنیتِ جوہریہ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ علت نقود کے علاوہ فلوس وغیرہ کی طرف متعدی نہیں ہوتی۔ یہ امام شافعیؒ[47] کا قول ہے، نیز امام مالکؒ کا مشہور قول بھی ہے[48]، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت ہے[49] اور شاہ ولی اللہؒ نے بھی اسے اختیار کیا ہے۔[50]

---

٤٦ – عبد الله بن سليمان بن منيع، **الورق النقدي، حقيقته تاريخه قيمته حكمه**، (طبعة المصنف، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ)، ص: ٨٩–٩٠.

٤٧ – شيخ الإسلام زكريا بن محمد الأنصاري، **أسنى المطالب في شرح روض الطالب**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢ه)، ص: ٢/ ٢٢. شمس الدين محمد بن أحمد الخطيب الشربيني، **الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع**، (دار الفكر بيروت)، ص: ٢/ ٢٧٩. النووي، **روضة الطالبين وعمدة المفتين**، (المكتب الإسلامي بيروت، سنة ١٤٠٥هـ)، ص: ٣/ ٣٧٨.

٤٨ – امام عدوی فرماتے ہیں کہ ربوا کی علت کے بارے میں اختلاف ہے، مشہور قول کے مطابق علت ثمنیت غالبہ ہے، دوسرا قول مطلق ثمنیت کا ہے، پہلے قول کے مطابق ربٰو کا حکم فلوس کو شامل نہیں جب کہ دوسرے قول کے مطابق یہ حکم فلوس کو بھی شامل ہے۔ ملاحظہ ہو: الشيخ علي العدوي، **حاشية العدوي**، (مطبعة محمد آفندي مصطفى مصر)، ص: ٣/ ٤٤١. ابن عبد البر النمري، **التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد**، (مؤسسة القرطبة)، ص: ٤/ ٨٩. أحمد بن غنيم النفراوي، **الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني**، (دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ)، ص: ٢/ ١١٩.

٤٩ – ابن قدامة، **المغني**، ص: ٤/ ١٣٥. عبد الرحمن بن محمد، ابن قدامة ، **الشرح الكبير**، ص: ٤/ ١٢٦.

٥٠ – شاه ولي الله الدهلوي، **حجة الله البالغة**، ص: ٢/ ١٢٤.

دلائل:

ان حضرات کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ درہم اور دینار کے بدلے کسی بھی وزنی چیز کو بیعِ سلم کے ذریعے خریدا جاسکتا ہے حالانکہ اگر وزن علت ہوتا تو یہ ناجائز ہونا چاہیے تھا جیسے کہ جو کے عوض گندم میں سلم کرنا جائز نہیں ہے اور دینار کے عوض دراہم میں سلم جائز نہیں[51]، نیز امام ابو حنیفہؒ نے تانبہ، لوہا اور سکہ کی بنی ہوئی اشیا کی بیع کو آپس میں کمی بیشی کے ساتھ جائز قرار دیا ہے، اگر علت وزن ہوتی تو پھر اسے ناجائز ہونا چاہیے تھا[52]۔ امام شیرازی فرماتے ہیں: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سونا چاندی میں علت ایک ایسا وصف ہے جو ان دونوں کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف متعدی نہیں ہوتا اور وہ معنیٰ ان کا "اثمان کے جنس میں سے ہونا" ہے۔[53]

ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ علت اور حکم کے مابین مناسبت ضروری ہے۔ جب ہم ربٰو سے متعلق احادیث پر نظر دوڑاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے بعض احادیث میں چھے چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے، جب کہ بعض میں صرف سونا چاندی کا ذکر فرمایا ہے تو مناسب یہ ہے کہ ان دونوں کے لیے مستقل طور پر ایک مناسب اور الگ علت تلاش کی جائے۔ جب ہم ان اوصاف میں غور کرتے ہیں جن میں علت بننے کی صلاحیت موجود ہے تو وصفِ ثمنیت ایک ایسا مناسب وصف معلوم ہوتا ہے جو علت بننے کے لائق ہے۔[54] ماوردیؒ کے مطابق اصول یہ ہے کہ سونا، چاندی کے بارے میں کوئی حکم دیا جائے تو وہ حکم ان دونوں کے ساتھ خاص ہوگا اور کسی اور چیز کو ان پر قیاس نہیں کیا جائے گا، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا حکم ان دونوں کے ساتھ ہی خاص ہے، ان دونوں کے علاوہ پیتل، تانبہ اور دیگر موزونی اشیا کی طرف یہ حکم متعدی نہیں، نیز جب سونا، چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام قرار دیا گیا تو یہ ممانعت کا حکم صرف ان دونوں کے ساتھ خاص ہو گیا، ان کے علاوہ دیگر اشیا کی برتنوں کی طرف متعدی نہیں ہوا، اسی طرح یہاں بھی ضروری ہے کہ ربٰو کا حکم بھی ان دونوں کے ساتھ ہی خاص ہو اور کسی اور کی طرف متعدی نہ ہو۔[55]

---

٥١ – ابن قيم الجوزية، **إعلام الموقعين**، ص: ٢/ ١٥٦، الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩١-٩٢.

٥٢ – النووي، **المجموع**، ص: ٩/ ٣٩٣.

٥٣ – أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي ، **المهذب في فقة الإمام الشافعي**، (دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ)، ص: ٢/ ٢٦.

٥٤ – ملاحظہ ہو: ابن نجيم، **البحر الرائق**، ص: ٦/ ١٣٨.

٥٥ – الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩٢.

مذکورہ دلائل کی تنقیح:

ان دلائل پر کچھ اعتراضات کیے جاتے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

علتِ قاصرہ:

سب سے پہلے اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ یہ علت صرف سونا چاندی کے ساتھ خاص ہے جس کو علتِ قاصرہ کہا جاتا ہے اور علتِ قاصرہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ متعدی نہیں ہوتی جب کہ علتِ وزن متعدی ہے[56]، چنانچہ اگر سونا، چاندی کی علت کو ثمنیت مان لیا جائے اور پھر وہ ثمنیت صرف ان کے ساتھ ہی خاص رہے، کسی اور چیز کی طرف متعدی نہ ہو تو اس سے یہ بہتر ہے کہ سونا، چاندی ہونا ہی علت قرار دیا جائے، یعنی چاندی کا چاندی ہونا اور سونے کا سونا ہونا ہی علت ہو، لیکن اس طرح کرنا عدمِ تعدی کی وجہ سے درست نہیں ہے، لہٰذا عدمِ تعدی ہی کی وجہ سے ثمنیتِ غالبہ کو بھی علت ٹھہرانا درست نہیں ہے[57]۔ یہی وجہ ہے کہ امام الحرمینؒ نے اپنے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے اہلِ ظواہر کی موافقت اختیار فرمائی کہ ربٰو کا حکم چھے اشیا کے ساتھ خاص ہے[58]۔

علت جامع مانع نہیں:

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ثمنیت کی علت جامع اور مانع نہیں، کیونکہ فلوس بعض جگہوں پر ثمن کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کے نزدیک اس میں کوئی ربٰو نہیں ہے تو علت کے پائے جانے کے باوجود حکم موجود نہیں۔ اسی طرح سونا، چاندی کے برتنوں میں ربٰو جاری ہوتا ہے باوجود یہ کہ یہ برتن ثمن نہیں ہے[59]۔

علتِ قاصرہ ہونے سے جواب:

شافعی فقہائے کرام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علتِ قاصرہ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قدیم فقہاء کے ہاں سونا، چاندی کے علاوہ اور چیزوں میں یہ اوصاف نہیں پائے جا سکتے، اس وجہ سے انہوں نے حرمت کو صرف ان

---

٥٦ - النووي، **المجموع**، ص: ٩/ ٣٩٣.

٥٧ - الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩١.

٥٨ - الجويني، **البرهان في أصول الفقه**، ص: ٢/ ٥٣٩.

٥٩ - علي بن محمد الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩١.

دونوں تک محدود رکھا[60]، نیز انہوں نے اس کے کچھ فوائد بھی ذکر کیے ہیں، منجملہ ان فوائد میں سے ایک فائدہ حکم کا اسی علت پر مقصور ہونا ہے، تاکہ اس پر مزید قیاس نہ کیا جائے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ مستقبل میں کسی ایسی چیز کا وجود آجائے جو من کل الوجوہ سونا چاندی کی جگہ لے لے تو اس کو بھی سونا چاندی کے ساتھ ملحق کیا جائے[61]۔

دوسرے اشکال کا جواب:

دوسرے اشکال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جہاں تک فلوس یعنی دھاتی سکوں کی بات ہے تو اس میں مکمل ثمنیت موجود ہی نہیں، صرف چند شہروں میں اس کا رواج تھا، اس لیے اس کا حکم میں داخل نہ ہونا چنداں مضر نہیں، البتہ سونا چاندی کی برتنوں میں علت موجود ہے، کیونکہ علت میں مطلق ثمنیت کی بات کی گئی ہے جو کہ ان برتنوں میں موجود ہے۔[62] یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ سونا چاندی میں ربٰو نص سے ثابت ہے اور وہ نص عام ہے، وہاں سونا، چاندی سے بنے ہوئے برتن، زیور اور دیگر اشیا میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس پر اجماع بھی ہے[63]۔

تیسری رائے: مطلق ثمنیت:

علتِ ربٰو کے حوالے سے تیسری رائے یہ ہے کہ علت "مطلق ثمنیت" ہے چاہے سونا، چاندی ہو یا فلوس یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو جس میں ثمنیت کے اوصاف متحقق ہوں۔ اس رائے کے حاملین میں سے بعض نے صراحت کے ساتھ ثمنیت کے علت ہونے کا تذکرہ کیا ہے، جب کہ بعض نے علت کی بابت تو کچھ نہیں کہا، لیکن فلوس پر سونا چاندی کے احکام انہوں نے جاری کر دیئے، جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کے ہاں علت "مطلق ثمنیت" ہے۔ یہ رائے امام مالکؒ سے منقول ہے[64]، نیز امام یحیی بن سعیدؒ، امام ربیعہ[65]، امام زہریؒ[66] اور

٦٠ - الدكتور أحمد حسن، **الأوراق النقدية**، ص: ٢٤٨.

٦١ - النووي، **المجموع**، ص: ٩/ ٣٩٤، ومثله عند الماوردي، في **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩٢.

٦٢ - الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩٣، ومثله في **المجموع شرح المهذب**: ٩/ ٣٩٣.

٦٣ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ١٢٤.

٦٤ - علي العدوي، **حاشية العدوي**، ص:٣/ ٤٤١، وقال: هو خلاف المشهور، أحمد بن غنيم النفراوي، الفواكه الدواني، ص: ٢/ ١١٩. الإمام مالك بن أنس، **المدونة الكبرى رواية الإمام سحنون بن سعيد التنوخي عن الإمام عبد الرحمن بن قاسم**، (دار الكتب العلمية)، ص: ٣/ ٥.

امام ابن تیمیہؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے(67)۔ مالکیہ میں سے امام ابن عربیؒ نے اس کو راجح قرار دیا ہے۔(68) بعض معاصر اہلِ علم نے اس قول کو امام محمد بن حسنؒ اور بعض احناف کی طرف بھی منسوب کیا ہے(69) لیکن یہ نسبت درست نہیں ہے کیونکہ امام محمدؒ نے اس کی تصریح نہیں کی، اگرچہ وہ فلوس کی ثمنیت کے قائل ہیں اور ایک فلس کی بدلے دو فلوس کی بیع کو منع فرمایا ہے لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں ہوتی کہ ان کے نزدیک "مطلق ثمنیت" ہی علت ہے۔ شیخ ابن منیعؒ(70) اور ان سے قبل ابن تیمیہؒ(71) نے اس قول کو امام ابو حنیفہ طرف منسوب کیا ہے، لیکن یہ قول احناف کی کتابوں میں منقول نہیں ہے، لہٰذا اس روایت کی صحت یقینی نہیں ہے، اور نہ ہی اس روایت کی بنیاد معلوم ہے۔

معاصر اہلِ علم میں اس بات پر اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا امام احمدؒ سے "مطلق ثمنیت" کے علت ہونے کے متعلق کوئی روایت منقول ہے؟ بعض حضرات اس کا اثبات کرتے ہیں جب کہ بعض انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر ائمۂ حنابلہ نے سونا، چاندی کے علتِ ربٰو کے متعلق دو آراذ کر کیے ہیں:

پہلی رائے احناف کی طرح "وزن مع الجنس" کی ہے۔

---

٦٥ - يعلم ذلك من منعهم عن صرف الفلوس بالدراهم إلا يدا بيد. انظر: الإمام مالك بن أنس، **المدونة الكبرى**، ص: ٣/ ٥.

٦٦ - أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة، **المصنف**، كتاب البيوع والأقضية، باب في رجل يشتري الفلوس، (طبعة الدار السلفية الهندية القديمة)، ص: ٧/ ٢٦٧، رقم الأثر: ٢٣٥٣٢.

٦٧ - تقي الدين أحمد بن عبد الحليم بن تيمية، **مجموع الفتاوى**، (دار الوفاء مصر، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ)، ص: ٢٩/ ٤٧١.

٦٨ - محمد بن عبدالله، أبو بكر ابن العربي ، **عارضة الأحوذي شرح الترمذي**، (دار الكتب العلمية)، ص: ٥/ ٣١٠.

٦٩ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ١٢٥.

٧٠ - عبد الله بن سليمان بن منيع، **الورق النقدي**، ص: ٨٧.

٧١ - چنانچہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ ان کے ہاں فلوس کو دراہم کے بدلے ادھار بیچنا درست نہیں، ملاحظہ ہو: تقي الدين ابن تيمية، **مجموع الفتاوى**، ص: ٢٩/ ٤٦٨.

دوسری رائے شافعیہ کی طرح "ثمنیتِ غالبہ" کی ہے۔اسی وجہ سے بعض معاصرین تیسری رائے کا انکار کرتے ہیں۔(72)

لیکن حنابلہ کی کتابوں میں غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ایک روایت کے مطابق فلوس کو دراہم کے عوض ادھار بیچنا ممنوع ہے اور اس روایت کی نسبت امام احمدؒ کی طرف کی گئی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جہاں تک چاندی کو فلوس کے عوض بیچنے کا تعلق ہے تو کیا اس میں فوری قبضہ ضروری ہے؟اس سلسلے میں امام احمدؒ سے دو اقوال منقول ہیں۔پہلی رائے یہ ہے کہ فی الفور قبضہ ضروری ہے،اس لیے کہ یہ بیعِ صَرف کی جنس سے ہے، کیونکہ فلوس باقی اثمان کی طرح ہی ہیں۔(73) ایک اور جگہ فلوس کو دراہم کے عوض بیچنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں ادھار کے جائز ہونے کے متعلق امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ سے دو مشہور اقوال منقول ہیں، چنانچہ پہلے قول کی تصریح کے مطابق یہ عقد جائز نہیں ہے۔امام احمدؒ کے علاوہ امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔(74) اسی طرح امام مرداوی فرماتے ہیں: کہ اگر فلوس کو سونے کے عوض یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو صحیح رائے کے مطابق اس میں ادھار جائز نہیں۔اکثر حضرات کا یہی قول ہے۔(75) امام زرکشی فرماتے ہیں: کیا فلوسِ نافقہ ثمن کے قائم مقام ہو سکتے ہیں؟تاکہ اس میں ربٰو جاری ہو جائے۔اگر "مطلق ثمنیت" کو علت قرار دیا جائے تو اس میں ربٰو جاری ہو گا۔ابوالخطاب سے بھی یہ منقول ہے(76)۔

مذکورہ بالا نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک علت ایک روایت کے مطابق "مطلق ثمنیت" ہے کیونکہ پہلے دو اقوال کے مطابق ان کے نزدیک فلوس پر بیعِ صَرف کے احکام جاری کرنا ممکن نہیں ہے۔

اس مؤقف کے دلائل:

دوسری رائے کے دلائل پر اضافہ کرتے ہوئے اس رائے کے قائل فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ ثمنیت سے مقصود سونا اور چاندی بذاتِ خود نہیں ہے، بلکہ ثمنیت سے مقصود ان خصوصیات کا تحقق ہے جو سونا، چاندی میں پائی جاتی

---

٧٢ – أحمد حسن، **الأوراق النقدية**، ص: ٢٢٠.

٧٣ – ابن تيمية، **مجموع الفتاوى**، ص: ٢٩/ ٤٥٩.

٧٤ – ابن تيمية، **مجموع الفتاوى**، ص: ٢٩/ ٤٦٨.

٧٥ – المرداوي، **الإنصاف**، ص: ٥/ ٣٥.

٧٦ – شمس الدين أبو عبد الله الزركشي، **شرح الزركشي على مختصر الخِرقي**، (دار الكتب العلمية، سنة ١٤٢٣هـ)، ص: ٢/ ١٦. المرداوي، **الإنصاف**، ص: ٥/ ١٦.

ہیں۔ فلوس میں بھی چونکہ وہی خصوصیات پائی جاتی ہیں، لہٰذا علت اس کو بھی شامل ہونی چاہیے، جہاں تک اس دعوی کا تعلق ہے کہ ثمنیت کے لیے صرف سونا چاندی کی تخلیق ہو چکی ہے تو دلائل سے یہ مؤقف ثابت نہیں ہو تا۔[77] شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ثمن بنیادی طور پر چیزوں کی قیمت معلوم کرنے کے لیے بطورِ معیار استعمال ہوتا ہے اور وہ بذاتِ خود قابلِ انتفاع چیز نہیں، لہٰذا جب فلوس کو اثمان قرار دیا گیا تو اس کو کسی اور ثمن کے بدلے ادھار نہیں بیچا جائے گا۔[78] اسی طرح علامہ محمد رشید رضا فرماتے ہیں کہ سونا، چاندی کے علاوہ کسی اور چیز میں جب ایک علت پائی جائے اور گندم، جو، کھجور اور نمک کے علاوہ کھانے کی کسی اور چیز میں اگر کوئی علت پائی جائے تو مذکورہ چھے اجناس پر ان دونوں کا قیاس کرنا درست ہوگا، اس لیے کہ سود کی حرمت کی حکمت اس میں بھی موجود ہے۔[79] تاہم اس قول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سونا، چاندی اور فلوس کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ سونا، چاندی اصلاً اثمان ہیں، اور اس کی ثمنیت لوگوں کے اتفاق سے باطل نہیں ہو سکتی۔ فلوس کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اس کی ثمنیت حکومتِ وقت کے حکم نامے اور پھر لوگوں کے تعامل کی مرہونِ منت ہے، نیز حکومت کی طرف سے اس کی ثمنیت ختم کرنے کے بعد اس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔ علماء نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ مقصود سونا، چاندی یا فلوس کی ذات نہیں بلکہ مقصود ان کے ذریعے اشیا کی خرید و فروخت ہے اور یہ مقصد فلوس کے اندر بھی پایا جاتا ہے، پھر اس صفت کا ہر زمانے اور ہر مقام میں پایا جانا مقصودِ اصلی سے الگ معاملہ ہے، اس لیے اگر حکومت فلوس کو ختم کر دے تو اس کی ثمنیت بھی ختم ہو جائے گی، اس لیے کہ حکم کا دار و مدار علت پر ہوتا ہے اور علت کے زوال پذیر ہونے سے حکم بھی زائل ہو جاتا ہے[80]۔

راجح قول:

ائمہ کے اقوال اور دلائل میں غور کرنے سے احناف اور حنابلہ کا موقف نصوص کے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے، ان کے مؤقف کی تائید نصوص کے اشارۃ النص اور بعض اوقات دلالۃ النص سے ہوتی ہے، البتہ وزن اور سونا، چاندی کے مابین کوئی مناسبت نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کا موزونی ہونا ایک اتفاقی امر ہے، علیت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور انہوں نے جو دلائل ذکر کیے ہیں اس پر بھی اشکالات و اعتراضات ہیں۔ مزید اگر علت

---

٧٧ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ١٣١.

٧٨ - ابن تيمية، **مجموع الفتاوى**، ص: ٢٩/ ٤٧١.

٧٩ - محمد رشيد بن علي رضا، **تفسير المنار**، (الهيئة المصرية العامة للكتاب، سنة ١٩٩٠م)، ص: ٧/ ١٥٣.

٨٠ - ستر بن ثواب الجعيد، **أحكام الأوراق النقدية**، ص: ١٣٢-١٣٣.

وزن ہو تو پھر سونا، چاندی، چونا اور لوہے میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ان میں سے ہر ایک چیز موزونی ہے تو سونا چاندی کی بیع کو کیوں الگ کر کے بیعِ صَرف کا نام دیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سونا، چاندی کے اندر ایک اضافی خصوصیت ہے جو باقی چیزوں میں نہیں ہے اور وہ "ثمنیت" ہی ہے۔ لیکن چونکہ علتِ ربا اور کرنسی نوٹ کی فقہی تکییف باہم لازم و ملزوم ہیں کیونکہ اگر ہم علتِ وزن کو ترجیح دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کرنسی نوٹ پر بیعِ صَرف کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور اگر ہم مطلق ثمنیت کو راجح قرار دیں تو پھر اس اعتبار سے کرنسی نوٹ پر بیعِ صَرف کے احکام مطلقاً جاری ہوں گے، لہٰذا کرنسی نوٹ کی فقہی تکییف پر بحث کرنے کے بعد ہم ان آرا میں سے راجح رائے ذکر کریں گے۔

کرنسی نوٹ کی فقہی تکییف کے سلسلے میں معاصر اہلِ علم کی آرا

معاصر جمہور اہلِ علم کی رائے:

معاصر جمہور اہلِ علم کے ہاں کرنسی نوٹ اپنی ذات کی اعتبار سے مستقل نقدی کی حیثیت رکھتا ہے اور اس پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو سونا اور چاندی پر جاری ہوتے ہیں۔ ربٰو اور زکوٰۃ سے متعلقہ تمام احکام کرنسی نوٹ پر جاری ہوں گے، نیز سلم، شرکت اور مضاربت کے لیے اس کو رأس المال بنانا بھی درست ہو گا۔ کرنسی نوٹ کو علتِ ربٰو کے تحت لانے کے لیے انہوں نے "ثمنیت" کو علتِ ربٰو قرار دیا۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع [81]، شیخ عبدالرحمان الساعاتی [82]، ڈاکٹر وھبہ زحیلی [83] اور معاصر جمہور اہلِ علم نے یہی مؤقف اپنایا ہے۔ سعودی عرب کے علمائے کرام کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا فتوی بھی یہی ہے [84]۔ نیز رابطہ عالمِ اسلامی کے تحت مجمع الفقہ الاسلامی [85] اور

---

٨١ - عبد الله بن سليمان بن منيع، **الورق النقدي**، ص: ١١٣-١٢٧.

٨٢ - أحمد عبد الرحمن الساعاتي ، **بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني**، (دار إحياء التراث العربي بيروت)، ص: ٨/ ٢٥١.

٨٣ - وهبة الزحيلي ، **الفقه الإسلامي وأدلته**، (دار الفكر دمشق، الطبعة الرابعة)، ص: ٥/ ٣٦٧٢.

٨٤ - هيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية، **أبحاث هيئة كبار العلماء، طبعة الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض**، (الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ)، ص: ١/ ٥٧.

٨٥ - **مجلة مجمع الفقه الإسلامي الصادرة عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة**، العدد الثالث، قرار رقم: ٩، ص: ٢٣.

AAOIFI نے اس حوالے سے قرارداد بھی منظور کیے ہیں۔[86] اس قول سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ علتِ ربٰو "مطلق ثمنیت" ہے یا "ثمنیتِ غالبہ" ہے، لہٰذا جن حضرات نے اس رائے کو ترجیح دی ہے، انہیں لازمی طور پر "مطلق ثمنیت" کو علت قرار دینے کے سلسلے میں مالکیہ کی رائے کو ترجیح دینی پڑے گی یا "غالب ثمنیت" کو علت قرار دینے کے سلسلے میں شافعیہ کی رائے کو ترجیح دینی ہوگی اور دوسری رائے کو اختیار کرنے کے بعد یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کرنسی نوٹ میں سونا، چاندی کی طرح ثمنیتِ غالبہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ سونا چاندی کے تمام احکام کرنسی نوٹ پر جاری کرانے کے لیے کوئی چارہ نہیں ہے۔

مذاہبِ فقہاء کے تحت اس رائے کی تخریج:

علتِ ربٰو کے حوالے سے فقہاء کرام کی آراء پر اس رائے کی تخریج دو طرح سے ہو سکتی ہے:

اکثر حضرات نے اس کی تخریج مالکیہ کی رائے کے مطابق کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک سونا، چاندی میں علتِ ربٰو "مطلق ثمنیت" ہے اور یہی علت کرنسی نوٹ میں بھی پائی جاتی ہے، لہٰذا اس تخریج کے مطابق سونا، چاندی، فلوس اور کرنسی نوٹ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، ان سب پر بیع صَرف اور ربٰو کے احکام جاری ہوں گے۔ بعض محققین نے اس کی تخریج جمہور کی رائے کے موافق "ثمنیتِ غالبہ" پر کی ہے۔ جمہور کا لفظ اس لیے ہم نے استعمال کیا کہ یہ شوافع کا مسلک بھی ہے، مالکیہ کا مشہور قول بھی یہی ہے اور حنابلہ سے بھی اس طرح کا ایک قول منقول ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ "ثمنیتِ غالبہ" سے مراد وہ ثمن ہے جس کا استعمال غالب ہو اور وہی سکہ رائج الوقت ہو۔ یہ وصف چونکہ کرنسی نوٹ میں ایک لحاظ سے سونا اور چاندی سے بھی زیادہ ہے، لہٰذا علتِ ربٰو اس کو بھی شامل ہے، اور بعض حضرات نے جو ثمنیت جوہریہ کے الفاظ سے اس کی تعبیر کی ہے، وہ سونے کے برتن وغیرہ کو علتِ ربٰو میں شامل کرنے کے لیے کی ہے، کرنسی نوٹ کا اخراج مقصود نہیں۔[87] مزید یہ کہ بعض شافعی فقہاء نے اس کی تعبیر "ثمنیتِ غالبہ کی صلاحیت" سے کی ہے[88] جو کہ کرنسی نوٹ میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اس کی تائید بعض حنبلی فقہاء کی عبارات میں بھی ملتی ہے، مثلاً امام مرداوی نے جہاں فلوس کو علتِ ربو کے تحت داخل نہ کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں ثمنیتِ غالبہ موجود نہیں، وہاں یہ تصریح کی ہے کہ جو لوگ اس

---

٨٦ – هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، **المعايير الشرعية** ١٤٣١هـ، رقم المعيار: ١، ص: ٤.

٨٧ – أحمد حسن، **الأوراق النقدية**، ص: ٢٤٤–٢٥١.

٨٨ – النووي، **روضة الطالبين**: ٣/ ٣٨٠.

بات کے قائل ہیں، اگر فلوس بھی سونا، چاندی کی طرح علی الاطلاق بطورِ ثمن استعمال ہونے لگے تو ان پر لازم ہو گا کہ فلوس کو اس علت کے تحت داخل کریں[89]۔ ابن مفلح نے الفروع میں بھی یہی بات لکھی ہے[90]۔ علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ اگر فلوس سونا، چاندی کی طرح رائج ہو گئے تو سونا چاندی کے احکام اس پر بھی جاری ہوں گے۔[91] اس تخریج پر ایک اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جن حضرات نے "ثمنیتِ غالبہ" کو علت تسلیم کیا ہے تو انہوں نے اس بات کی تصریح بھی کی ہے کہ یہ صرف سونا، چاندی تک محدود ہے، تو کسی اور چیز کو اس پر قیاس کرنا کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ انہوں نے علت کو صرف سونا، چاندی میں اس لیے منحصر رکھا کہ اس زمانے میں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور چیز نقدی کے طور پر رائج نہیں تھی، نہ ہی کوئی ایسی چیز وجود میں آئی تھی جس میں سونا، چاندی کے جملہ اوصاف موجود ہوں اور اس کو سونا، چاندی پر قیاس کیا جا سکے۔ فلوس اگرچہ رائج تھے لیکن وہ مکمل طور پر سونا، چاندی کے قائم مقام نہیں تھے، لہٰذا علتِ متعدیہ میں انہیں کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ امام ماوردی فرماتے ہیں کہ فلوس اگرچہ بعض شہروں میں ثمن کے طور پر رائج تھے لیکن بہت ہی نادر تھے۔[92] ان فقہائے کرام کی رائے یہ نہیں تھی کہ قیاس کو سرے سے ممنوع قرار دیا جائے، ورنہ پھر وہ علت کو "سونا اور چاندی ہونا" قرار دے دیتے۔ جب انہوں "جنسِ ثمنیت یا ثمنیتِ غالبہ" کو علت ٹھہرایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اور ایسی چیز وجود میں آ گئی جس میں ثمنیت کے اوصاف موجود ہوں تو ان کے نزدیک قیاس درست ہو گا۔[93] اس تخریج کے مطابق فلوس سونا، چاندی کے ساتھ ملحق نہیں ہیں، البتہ کرنسی نوٹ سونا چاندی کے ساتھ ملحق ہے[94]۔

مذکورہ بالا رائے پر مرتب ہونے والے احکام:

کرنسی نوٹ کو اگر سونا، چاندی کے ساتھ ملحق کیا جائے تو مندرجہ ذیل احکام پر اس کا اثر مرتب ہو گا:

---

٨٩ - المرداوي، **الإنصاف**، ص: ٥/ ١٢.

٩٠ - محمد بن مفلح المقدسي، **الفروع مع تصحيح الفروع للمرداوي**، (مؤسسة الرسالة بيروت ودار المؤيد رياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ)، ص: ٦/ ٢٩٤.

٩١ - ابن حجر الهيثمي، **الفتاوى الفقهية الكبرى**، (المكتبة الإسلامية)، ص: ٢/ ١٨٢.

٩٢ - الماوردي، **الحاوي الكبير**، ص: ٥/ ٩٣.

٩٣ - ملاحظہ ہو: أحمد حسن، **الأوراق النقدية**، ص: ٢٤٤-٢٥١.

٩٤ - عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي، **الحاوي للفتاوى**، (دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ)، ص: ٢/ ٣٠٥.

أ. سونا، چاندی میں ربٰو کے دونوں انواع یعنی ربٰوالفضل اور ربٰوالنسیئہ جاری ہوں گے؛

ب. ادھار معاملہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہوگا، لہٰذا ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کا دوسرے ملک کے کرنسی نوٹوں کے عوض ادھار بیچنا یا سونا یا چاندی کے عوض ادھار بیچنا مطلقاً ناجائز ہوگا، مثلاً: سعودی ریال کی ادھار بیع پاکستانی روپے کے عوض ناجائز ہوگی؛

ج. ایک ہی ملک کی کرنسی کا آپس میں تبادلہ کے وقت تفاضل جائز نہیں ہوگا، چاہے ادھار ہو یا نقد، مثلاً دس پاکستانی روپے کا تبادلہ گیارہ روپے سے ناجائز ہوگا؛

د. دو ملکوں کی کرنسی کا آپس میں تبادلہ کرتے وقت تفاضل جائز ہوگا، البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا شرط ہے؛

ہ. جب کرنسی کی قیمت سونا یا چاندی کے دونوں نصابوں میں سے کسی ایک نصاب تک پہنچ جائے یا اس کے علاوہ دیگر اثمان اور سامانِ تجارت سے مل کر نصاب مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی؛

و. سلم اور شراکت داری کے معاملوں میں کرنسی نوٹ بطورِ رأس المال (Capital) استعمال کیا جا سکے گا۔[95]

اس رائے کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ ان حضرات نے علتِ ربٰو کے معاملے میں "مطلق ثمنیت" کو ترجیح دی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے اور جسے محققین کی ایک جماعت نے راجح قرار دیا ہے[96]۔ اس قول کی بنا پر جو بھی ثمن ہو، اس کے ساتھ نقدین کا حکم ملحق ہو جائے گا، جب تک کہ وہ حکم صرف ان دونوں کے ساتھ خاص نہ ہو، چنانچہ جن دلائل سے انہوں نے علتِ ربٰو کے سلسلے میں استدلال کیا ہے، وہ یہاں بھی پیش کرتے ہیں۔ شیخ ساعاتی فرماتے ہیں: میرے خیال میں برحق مؤقف یہ ہے کہ کرنسی نوٹ زکوٰۃ کے معاملے میں بالکل سونا، چاندی کی طرح ہے، کیونکہ اس کے ساتھ مکمل طور پر نقدین کا برتاؤ کیا جاتا ہے، نیز کرنسی نوٹ کے مالک کے لیے اپنی چاہت کے مطابق کسی بھی وقت اس کا خرچ کرنا اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرنا ممکن ہے۔[97]

نقد کی تعریف میں انہوں نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو مختلف اشیا کے لیے معیار کے طور پر استعمال ہوتا ہو، یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف سونا اور چاندی ہی ہو۔ جہاں تک سونا، چاندی کا ثمنِ خلقی ہونے کی بات ہے تو دلائل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ جن حضرات نے اسے ثمنِ خلقی قرار دیا ہے، انہوں نے

---

٩٥ - قرارات المجمع الفقهي الإسلامي التابع لرابطة العالم الإسلامي بمكة المكرمة، (طبعة الرابطة، ص: ١٠١-١٠٢. أبحاث هيئة كبار العلماء)، ص: ١/ ٥٧.

٩٦ - اس کی تفصیل شروع میں گزر چکی۔

٩٧ - الساعاتي، **بلوغ الأماني**: ٨/ ٢٥١.

اپنی اس بات پر کوئی صریح دلیل پیش نہیں کی جس سے ان کا مؤقف ثابت ہو سکے۔ ان فقہائے کرام نے نقد کی تعریف میں امام مالکؒ کے قول کو بھی بطورِ دلیل پیش کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

اگر لوگ چمڑے کو بھی بطورِ ثمن استعمال کرنا شروع کر دیں تو سونا، چاندی کے عوض اس کی ادھار بیع کو میں ناپسند کروں گا[98]۔ گویا کہ ان کے ہاں سونا چاندی کے احکام چمڑے سے بنی کرنسی پر بھی رائج ہوں گے۔ امام ابن تیمیہؒ کے قول کو بھی انہوں نے بطورِ دلیل پیش کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ درہم اور دینار کی کوئی لگی بندھی تحدید نہیں، بلکہ اس میں عرف کو مدِ نظر رکھا جائے گا، اس لیے کہ اصلاً یہ کوئی مقصودی چیز نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود ایک ایسا معیار ہے جس پر لوگوں کا تعامل ہو، گویا کہ دراہم اور دنانیر بذاتِ خود کوئی مقصودی چیز نہیں ہے بلکہ یہ تعامل کے لیے ایک وسیلہ ہے۔ اسی وجہ سے یہ اثمان ہیں، البتہ دیگر اموال کا معاملہ ان سے مختلف ہے کیونکہ وہاں بذاتِ خود اس سے انتفاع لینا مقصود ہوتا ہے اور وسیلہ محض کا کسی خاص مادے یا خاص شکل کے ساتھ کوئی سروکار نہیں، بلکہ اس سے مقصود حاصل ہونا چاہیے، چاہے وہ جس شکل میں بھی ہو[99]۔ ان حضرات کے اور بھی دلائل ہیں جس کی تفصیل میں ہم نہیں جانا چاہتے، اس لیے کہ یہاں ہمارے مدِ نظر ان آرا کی مکمل وضاحت نہیں، بلکہ بنیادی مطمحِ نظر یہ ہے کہ علتِ ربٰو میں اختلاف کی وجہ سے کرنسی نوٹ کی فقہی تکییف میں اختلاف کیسے پیدا ہو جاتا ہے۔

برِ صغیر کے جمہور علمائے کرام کی رائے:

برِ صغیر کے جمہور علمائے کرام کے نزدیک بیعِ صَرف کے احکام کرنسی نوٹ پر جاری نہیں ہوتے، اس لیے کہ علتِ ربٰو کرنسی نوٹ میں موجود نہیں ہے۔ دراصل یہ حضرات امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرتے ہیں اور چونکہ امام صاحبؒ کے نزدیک علتِ ربٰو قدر اور جنس ہے (قدر سے مراد وزن یا کیل ہے)، لہٰذا ان کے نزدیک وہ اشیا جو گنتی کر کے بیچی جاتی ہوں، ان میں ربٰو کے احکام جاری نہیں ہوتے[100]۔ سونا، چاندی چونکہ وزنی چیزیں ہیں، اس لیے ان میں ربٰو کے احکام جاری ہوتے ہیں، البتہ فلوس چونکہ عددی ہیں، لہٰذا اس پر ربٰو کے احکام جاری نہیں ہوتے، نیز اس میں معاملہ کرتے وقت تقابض بھی شرط نہیں ہے۔ جو حضرات علتِ ربٰو کے معاملہ میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے کو راجح سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک کرنسی نوٹ پر بیعِ صَرف کے احکام جاری کرنا اور اسے سونا اور چاندی کے حکم میں یکساں قرار دینا ممکن نہیں ہے، لہٰذا فقہی تکییف اور احکام کے اعتبار ان کو فلوس کے ساتھ ملحق کرنا ہوگا۔ فلوس کے سلسلے میں احناف دو طرح کی رائے رکھتے ہیں: (1) امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جب بائع اور مشتری فلوس کو متعین کر دیں تو اس میں تفاضل جائز ہے۔ (2) جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک اس میں تفاضل جائز

---

٩٨ - مالك بن أنس، **المدونة**، ص: ٣/ ٥.

٩٩ - ابن تيمية، **مجموع الفتاوى**، ص: ١٩/ ٢٥١-٢٥٢.

١٠٠ - الكاساني، **بدائع الصنائع**، ص: ٥/ ٢٤٥.

نہیں ہے کیونکہ تفاضل کے وقت اس میں کچھ فلوس ایسے ہوں گے جس کے بالمقابل عوض نہیں ہوگا جو کہ سود ہے۔ جہاں تک سونا، چاندی کا فلوس کے عوض ادھار بیچنے کا تعلق ہے تو احناف اس بیع کے جواز پر متفق ہیں۔ برِصغیر کے بعض علماء کرنسی نوٹ کے معاملے میں امام ابو حنیفہؒ کی وہ رائے اپناتے ہیں جو انہوں نے فلوس کے بارے میں قائم کی تھی، جیسے شیخ احمد رضا خان اور ان کے ساتھ کچھ دیگر علماء، البتہ اکثر حضرات اس سلسلے میں امام محمدؒ کی رائے کو بہتر سمجھتے ہیں[101]، کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے پر فتوی دینا سود کا دروازہ کھول دینے کے مترادف ہے۔ یہی رائے عصرِ حاضر میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی بھی ہے۔

برِصغیر کے علاوہ باقی دنیا میں بھی کثیر تعداد میں ایسے علماء موجود ہیں جو کرنسی نوٹ کو فلوس کے حکم میں خیال کرتے ہیں، ان حضرات میں سے اکثر کے ہاں کرنسی پر ربٰو کے احکام جاری نہیں ہوتے، جس طرح کہ جمہور فقہاء فلوس کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہیں[102]، کیونکہ ان کے خیال میں فلوس کی مشابہت سونا، چاندی کی بنسبت عروض سے زیادہ ہے۔ اس وجہ سے معاصر محققین میں سے اکثر کا خیال یہ ہے کہ کرنسی نوٹ کو فلوس کے ساتھ ملحق کر کے فتوی دینے سے سود کا دروازہ کھل جائے گا، اس وجہ سے انہوں نے اس رائے کو قبول نہیں کیا۔ البتہ برِصغیر کے علماء کی رائے پر تفصیلی بحث سے پتہ چلتا ہے کہ اس رائے کے مطابق سود کا دروازہ کھل جانے کا خدشہ نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس بارے میں امام محمدؒ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ امام محمدؒ کے قول پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ علتِ ربٰو کے سلسلے میں ان کا قول "قدر اور جنس" کا ہے جب کہ فلوس وزنی ہیں، نہ کیلی، بلکہ عددی ہیں، اس لیے اس میں تفاضل جائز ہونا چاہیے تھا اور باہم تبادلے کے وقت فوری قبضہ بھی ضروری نہیں ہونا چاہیے تھا، اس لیے کہ یہ سارے احکام علتِ ربٰو کے تحت داخل ہونے کے بعد ہی جاری کیے جا سکتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ربٰوالقرآن سے مراد وہ اضافی چیز ہے جو مقابل میں عوض سے خالی ہو، تو اگر ایک فلس کی بیع دو فلس کے عوض ہو تو اس صورت میں ایک فلس بغیر کسی عوض کے ہے اور یہ عقد میں مشروط بھی ہے، لہٰذا یہ ربٰوالقرآن کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔[103] جہاں تک فی الفور قبضے کی بات

---

101 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد الله، إنعام الله، "موقف إلحاق الورق النقدي بالفلوس –دراسة فقهية نقدية"، بحث مطبوع في مجلة "**برجس**" المحكمة، الصادرة من جامعة بنّو للعلوم والتكنولوجيا، المجلد الخامس، العدد الأول، يناير-يونيو ٢٠١٩م، ص: ٩١-١١٧.

102 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد الله، إنعام الله، **موقف إلحاق الورق النقدي بالفلوس –دراسة فقهية نقدية**، ص: ٩١-١١٧.

١٠٣ - أكمل الدين البابرتي، **العناية شرح الهداية**، دار الفكر بيروت، ص: ٧/ ٢٠، ابن الهمام، **فتح القدير**، ص: ٧/ ٢١.

ہے تو یہ بات فقہ میں مسلم ہے کہ صرف جنس بھی ربٰوالنسیئہ کو حرام قرار دینے کے لیے کافی ہوتا ہے[104]۔اس لیے فلوس کا تبادلہ اگر فلوس کے ساتھ ہو تو طرفین سے قبضہ ضروری ہے۔ امام محمدؒ کی رائے بیان کرنے کے بعد ہم اختصار کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کرنسی نوٹ کے سلسلے میں برِصغیر کے علماء کا بعینہ وہی مؤقف ہے جو امام محمدؒ کا فلوس کے سلسلے میں ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک کرنسی نوٹ کے بعینہ وہی احکام ہیں جو امام محمدؒ کے نزدیک فلوس کے ہیں، لہٰذا جب کرنسی نوٹ کی بیع اپنے ہی جنس کے ساتھ ہو تو اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو فلوس کی بیع فلوس ہی کے ساتھ کرتے ہوئے جاری ہوتے ہیں اور جب اس کی بیع کسی اور ملک کی کرنسی یا سونا ،چاندی کے ساتھ ہو تو اس پر وہ احکام جاری ہوں گے جو فلوس کی بیع سونا، چاندی کے ساتھ کرتے ہوئے جاری ہوتے ہیں۔[105] ہندوستان کے اسلامک فقہ اکیڈمی کے اراکین میں سے اکثر نے شیخ تقی عثمانی کے مؤقف کو راجح قرار دیا ہے۔[106]

مذکورہ بالارائے پر مرتب ہونے والے احکام:

۱. جب کرنسی نوٹ نصاب تک پہنچ جائیں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی؛
۲. سلم اور دیگر مالی عقود کے لیے یہ رأس المال (Capital) بن سکتا ہے؛
۳. اس کے عوض سونا، چاندی اور زیورات کی خرید و فروخت ادھار بھی جائز ہے؛
۴. اس کی بیع جب اپنے ہی جنس کے ساتھ ہو تو اس میں ربٰو کے احکام جاری ہوں گے، لہٰذا تفاضل اور ادھار معاملہ ناجائز ہوگا؛
۵. جب اس کی بیع کسی اور جنس کے ساتھ ہو تو تفاضل اور ادھار دونوں جائز ہوں گے۔[107]

---

۱۰۴ - ابنِ نجیم فرماتے ہیں: إن الجنس بانفراده يحرم النسأ، یعنی صرف جنس کا اتحاد بھی ادھار معاملے کی حرمت کے لیے کافی ہے۔**البحر الرائق**: ٦/ ١٣٩.

۱۰۵ - محمد تقي العثماني، **بحوث في قضايا فقهية معاصرة**، (دار القلم دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ)، ص: ١٤٣-١٧٢. محمد تقي العثماني، **فقه البيوع على المذاهب الأربعة مع تطبيقاتها المعاصرة مقارنا بالقوانين الوضعية**، (مكتبة معارف القرآن كراتشي، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ)، ص: ٢/ ٧٣٣-٧٣٦.

۱۰٦ - مجمع الفقه الإسلامي بالهند، **جدید فقہی مباحث**، (إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي، سنة ٢٠٠٩م)، ص: ٤/ ٥٥ فما بعدها.

۱۰۷ - العثماني، **فقه البيوع**، ص: ٢/ ٧٣٣.

دلائل:

جو حضرات کرنسی نوٹ کو فلوس کے ساتھ ملحق ٹھہراتے ہیں، اُن کے دلائل حسبِ ذیل ہے:

أ. دراصل اس رائے کے قائل حضرات علتِ ربٰو کے معاملے میں حنفی مذہب کو راجح سمجھتے ہیں، چنانچہ حنفیہ کے مؤقف کے مطابق کرنسی نوٹ پر بیع صَرف کے احکام کا اجرا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہاں وزن مطلقاً مفقود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صَرف کوئی مستقل چیز نہیں ہے بلکہ وہ ربٰو سے متفرع ہے کیونکہ اس کے احکام ان احادیث سے مستنبط ہیں جو ربٰو کے متعلق وارد ہو چکے ہیں اور بعض احادیث میں خصوصیت کے ساتھ سونا اور چاندی کا تذکرہ ہے، ان احادیث میں بھی صرف انہی احکامات کا ذکر ہے جو احادیثِ ربٰو میں مذکور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہاء نے "باب الصَرف" کا تذکرہ الگ سے نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس پر بحث ربٰو کے احکام کے ضمن میں کی ہے۔ علت کے علاوہ انہوں نے ربٰو اور صَرف کے درمیان احکام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں کیا۔ البتہ حنفیہ نے "باب الصَرف" کو الگ سے بیان کیا ہے، لیکن انہوں نے ربٰو اور صَرف میں علت کے معاملے میں فرق نہیں کیا، لہٰذا "وزن کی علت" جس طرح دیگر موزونات کو شامل ہے، اسی طرح، سونا چاندی کو بھی شامل ہے۔[108] اس لحاظ سے صَرف اور ربٰو کے ابواب ایک دوسرے میں ضم ہیں، اس لیے جب تک کسی چیز کے اندر ربٰو کی علت متحقق نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر صَرف کے احکام جاری کرنا ممکن نہیں ہے اور حنفیہ کے قول کے مطابق یہ علت کرنسی نوٹ میں نہیں پائی جاتی۔

ب. جب ہم سونا، چاندی، کرنسی نوٹ اور فلوس میں غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کرنسی نوٹ، سونا چاندی کی بنسبت فلوس کے زیادہ قریب ہیں، اس لیے کہ سونا، چاندی اپنے اصل کے اعتبار سے ثمن ہیں، ثمنیت کے لحاظ سے یہ کسی حکومت یا فرد کے محتاج نہیں ہیں اور ان دونوں میں قرار اور ثبات بھی ہیں جبکہ یہ اوصاف کرنسی نوٹ میں موجود نہیں ہیں۔

ج. کرنسی نوٹ فلوس کی طرح ہیں کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے اصل کے اعتبار سے سامان (عروض) ہے اور حکومتی سرپرستی کی وجہ سے ثمن ہے بلکہ کرنسی نوٹ کی ثمنیت فلوس کی بنسبت زیادہ واضح طور پر اعتباری ہے کیونکہ فلوس کے اندر موجود مٹیریل کی ایک قیمت ہوتی ہے، یا تو یہ دھات سے بنی ہوتی ہے یا اس طرح کی کسی اور چیز سے، جب کہ کرنسی نوٹ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔[109]

---

108 - البتہ حنفیہ نے سونا، چاندی اور دیگر موزونات میں "بیع الغائب بالناجز" کے نام سے فرق کیا ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

١٠٩ - محمد تقي العثماني، **فتاوی عثمانی**، (مكتبة معارف القرآن كراتشي، سنة ١٤٣١هـ)، ص: ٣/ ١٤٣.

د. جو حضرات نقد کو فلوس کے ساتھ ملحق کرنے والے مؤقف کی تردید کرتے ہیں، وہ بنیادی اعتراض یہ پیش کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ سود کا دروازہ کھل جائے گا، لیکن یہ اعتراض مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے پر وارد نہیں ہوتا، اس لیے کہ ان کے ہاں اتحادِ جنس کے وقت تفاضل اور ادھار معاملہ دونوں حرام ہیں، البتہ اگر جنس مختلف ہوں تو پھر ادھار معاملہ اور تفاضل دونوں جائز ہیں، ہاں ادھار معاملہ کرتے وقت ان کے نزدیک شرط یہ ہے کہ عقد بازاری قیمت کے مطابق مکمل ہو، تاکہ یہ کہیں سود کے لیے وسیلہ نہ بن جائے۔ اس شرط کے ساتھ سود کا ممکنہ دروازہ بند ہو جاتا ہے[110]۔

ترجیح:

ترجیح کا تعلق دو مسائل سے ہے: ایک یہ کہ کیا کرنسی نوٹ امام محمد بن حسنؒ کے مذہب کے مطابق فلوس کے ساتھ ملحق ہوں گے یا سونا، چاندی کے ساتھ؟ دوسرا یہ کہ سونا، چاندی میں علتِ ربٰو "وزن" ہے یا "مطلق ثمنیت" یا "ثمنیتِ غالبہ"؟ چونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے میں ضم ہے، لٰہذا دونوں کو الگ الگ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دونوں کو ایک ہی بحث کے تحت بیان کرتے ہیں۔

ہماری رائے کے مطابق جمہور کی رائے بہتر واولیٰ ہے، کیونکہ ان کی رائے پر مضبوط قسم کے اعتراضات بھی وارد نہیں ہوتے، نیز ان کی رائے قیاس کے موافق بھی ہے، کیونکہ "مطلق ثمنیت" کی علت میں حکم کے ساتھ مناسبت بھی ہے اور اس شدت کے ساتھ بھی جوڑ رکھتی ہے جو شارع علیہ السلام نے سونا، چاندی کے معاملے میں کی ہے۔

معاصر جمہور اہلِ علم نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے، نیز اس مؤقف کی تائید میں اکثر معاصر فقہی اکیڈمیوں نے قرارداد بھی منظور کیے ہیں۔ سعودی عرب کے علمائے کرام کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا فتویٰ بھی یہی ہے[111]۔ نیز رابطہ

---

110 - تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: أسد الله، "السلم في الأوراق النقدية بين الشريعة والتطبيق المصرفي"، بحث منشور في **مجلة الدراسات الإسلامية**، الصادرة من مجمع البحوث الإسلامية، الجامعة الإسلامية العالمية في إسلام آباد، أبريل-مايو ٢٠١٨م، ص: ٤٧-٧٢.

١١١ - هيئة كبار العلماء بالمملكة العربية السعودية، **أبحاث هيئة كبار العلماء**، ص: ١/ ٥٧.

عالم اسلامی کے تحت مجمع الفقہ الاسلامی[112] اور AAOIFI نے اس حوالے سے قرار داد بھی منظور کیے ہیں[113]۔

ا) -اس رائے کی تائید میں اہم بات یہ ذکر کی جاتی ہے کہ "ثمنیت" سونا، چاندی کے ساتھ وصفِ مناسب ہے، اس لیے اسی کو علت قرار دینا چاہیے، امام مالکؒ اور ان کے علاوہ کچھ محققین کا یہی قول ہے۔ نیز اس کی تخریج شافعیہ کے قول کے مطابق بھی ممکن ہے جیسا کہ گزر چکا۔

۲) مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے کے مطابق علتِ ربٰو چونکہ "وزن مع الجنس" ہے اور کرنسی نوٹ میں چونکہ یہ علت نہیں ہوتی، تو مناسب یہ ہے کہ اتحادِ جنس کے وقت بھی کرنسی نوٹ میں تفاضل جائز ہو جیسا کہ علت کا تقاضہ ہے، لیکن مفتی تقی عثمانی صاحب نے ربٰو الفضل کو یہاں اس وجہ سے حرام قرار دیا کہ یہ فضل خالی عن العوض ہو گا جو کہ ربٰو ہے جس کی ممانعت قرآنِ حکیم نے بیان فرمائی ہے۔

اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ بات تو فسادِ علت کی متقاضی ہے کیونکہ علت موجود نہیں ہے اور اس کے باوجود حکم موجود ہے۔ مزید بر آں پھر کرنسی کے ہم جنس تبادلے کے وقت ادھار بھی جائز ہونا چاہیے تھا، اس لیے یہ کہنا کہ یہاں ربٰو کی ایک علت موجود ہے جو کہ ادھار کی حرمت کے لیے کافی ہے، یہ حکم ربٰو الحدیث سے مستنبط ہے، تو کرنسی کو ایک جگہ پہ ربٰو القرآن کے تحت داخل کیا گیا اور دوسری جگہ پہ ربٰوالحدیث کے تحت۔

۳) جب ہم ربٰو کے متعلق احادیث میں غور وفکر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ پاک ﷺ نے چھے چیزوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ بعض روایات میں صرف دو چیزیں یعنی سونا، چاندی مذکور ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ سونا، چاندی کے اندر کوئی ایسی خاص چیز ہے جو دیگر چار چیزوں میں نہیں ہے، اسی وجہ سے حنفیہ نے قبضہ کے معاملے میں سونا، چاندی اور دیگر اشیا میں فرق روا رکھا ہے، چنانچہ انہوں نے سونا، چاندی میں بیع الغائب بالناجز کی بھی اجازت نہیں دی ہے جب کہ دیگر وزنی اشیا میں اس کی اجازت ہے۔ بیع الغائب بالناجز کی صورت یہ ہے کہ گندم کو گندم کے عوض بیچا جائے اور ایک طرف سے قبضہ ہو جائے، جب کہ دوسرا فریق کہہ دے کہ گندم میرے پاس گھر میں موجود ہے اور

١١٢ - **مجلة مجمع الفقه الإسلامي الصادرة عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة**، العدد الثالث، قرار رقم: ٩، ص: ٢٣.

١١٣ - هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، **المعايير الشرعية** ١٤٣١هـ، رقم المعيار: ١، ص: ٤.

میں کسی وقت تک آپ کو دے دوں گا، اس طرح سے عقد درست ہو جائے گا اور گندم متعین ہو جائے گا۔ یہ بیع النسیئۃ نہیں ہے، اس لیے کہ بیع النسیئۃ میں مدت متعین ہوتی ہے اور اس مدت سے قبل مطالبہ نہیں کیا سکتا، جب کہ یہاں پر مدت متعین نہیں ہے، بلکہ قبضے کو تھوڑی دیر کے لیے مؤخر کیا گیا، جو کہ احناف کے ہاں جائز ہے۔ سونا، چاندی میں ان کے ہاں ایسا کرنا بھی جائز نہیں، اس لیے کہ سونا، چاندی قبضہ کرنے سے ہی متعین ہو سکتے ہیں، اس لیے اس میں قبضہ ضروری ہے[114]۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ چھے اشیا کے دو فریق ہیں اور دونوں کے مابین فرق ہے۔ اگر ہم غور کریں تو اس زمانے کی جن چھے چیزوں کے بارے میں احادیث وارد ہو چکی ہیں، ان میں چار اشیا کھانے پینے کی چیزیں اور مبیعہ تھیں اور سونا، چاندی ثمن تھے، لہٰذا عقل ان دونوں انواع کے درمیان فرق کا تقاضہ کرتا ہے کہ پہلی چار اشیا کی علت الگ ہو اور سونا چاندی کی علت الگ ہو جو کہ صرف سونا، چاندی ہی کے ساتھ خاص ہو اور ان کے علاوہ کسی اور طرف متعدی نہ ہو، جب تک کہ وہ چیز ان دونوں کی مثل نہ ہو۔ اگر باقی اشیا کی طرح "وزن" کو سونا، چاندی کے لیے بھی علت ٹھہرایا جائے تو یہ بات عقلی طور پر درست نہیں ہے۔

۴) ربٰو کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث میں تطبیق یوں بھی ممکن ہے کہ سونا، چاندی میں "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا جائے اور نصوص میں "وزن یا کیل" کی ترجیح کے حوالے سے جو اشارات ملتے ہیں، اس کو باقی چار اشیا کے ساتھ خاص کر دیں۔ اس طرح نصوص اور قیاس کے مابین تطبیق بھی ہو جائے گی۔ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ نص کے مقابلے میں قیاس کو ترجیح نہیں دی جاتی، لیکن یہاں جو نص موجود ہے، اس میں یہ صراحت نہیں کہ "وزن" ہی علت ہے، بلکہ اس طرف صرف اشارہ ہے۔

۵) اگر سونا، چاندی کے وزنی ہونے میں غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ وصف محض اتفاقی ہے، حکم کے لیے مدار بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے حضور پاک ﷺ کے زمانے میں اکثر اسفار اونٹ اور گھوڑے کے ذریعے ہوا کرتے تھے، تو اگر کوئی یہ کہے کہ قصر کی حکمت "دفعِ مشقت" ہے اور علت "اونٹوں یا گھوڑوں کے ذریعے سفر کرنا" ہے اور حدِّ سفر اڑتالیس میل ہے، اس لحاظ سے آج کل کے زمانے کے اسفار پر قصر کے حکم کا اطلاق نہیں ہوگا۔ ایسا کہنا اس لیے غلط ہوگا کہ اونٹ یا گھوڑے کے ذریعے سفر کرنا محض اتفاقی معاملہ تھا، اس کو حکم کے لیے مدار بنانا درست

---

114 - محمد تقی عثمانی، **اسلام اور جدید معاشی مسائل**، (ادارہ اسلامیات لاہور، طباعت اول ۱۴۲۹ھ)، ص: ۴۴/۲۔

نہیں، اسی طرح سونا، چاندی کا وزنی ہونا بھی محض ایک اتفاقی وصف ہے، جس کو حکم کے لیے مدار بنانا درست نہیں ہے۔

۶) یہ بات مسلم ہے کہ حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر، کیونکہ حکمت ایک مخفی امر ہے جس میں حالات اور اشخاص کی تبدیلی سے رد و بدل ہو سکتا ہے، اس لیے اس کو حکم کا مدار بنانا درست نہیں ہے، البتہ اس بات کی وجہ سے حکمت کے وجود کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی حکمت ہے جس کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت نے سونا، چاندی کو بعض احکام کے ساتھ مخصوص کر دیا؟ یہ کہنا تو ممکن نہیں کہ اس کے پس پردہ کوئی حکمت ہے ہی نہیں، اگر اس میں کوئی حکمت ہے تو وہ حکمت کرنسی نوٹ اور فلوس کے اندر بھی پائی جاتی ہو گی، اگر نہیں تو وہ کون سی دلیل ہے جو اس حکمت کو سونا، چاندی کے ساتھ خاص کرتی ہے؟

۷) غالب گمان یہ ہے کہ فقہائے کرام علت میں اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ غیر منصوص چیزوں کو شامل ہو، چونکہ قدیم فقہاء کے زمانے میں رائج کرنسی صرف سونا اور چاندی تھی، لہٰذا فقہائے کرام کا خیال یہ تھا کہ اگر "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا جائے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ ان دونوں کے علاوہ ثمن کوئی نہیں ہے، تو سونا چاندی کو دیگر اشیا سے مستقل کر کے ایک خاص صنف بنانے اور ان دونوں کے لیے مستقل علت ٹھہرانے کا داعیہ نہیں تھا۔ جہاں تک فلوس کی بات ہے تو اس کی مشابہت عروض کے ساتھ زیادہ تھی اور اس زمانے میں اس بات کا کوئی تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کرنسی نوٹ کی طرح ایک مستقل چیز وجود میں آئے گی، اس کے برعکس بعض فقہاء نے اس صورتِ حال کو بھانپ لیا تھا، چنانچہ انہوں نے سونا، چاندی کی تعلیل ایک مستقل علت کے ساتھ کر دی تاکہ کرنسی نوٹ کی طرف اس کا متعدی کرنا ممکن ہو جائے۔ غالب گمان یہ ہے کہ اگر متقدمین فقہائے کرام آج موجود ہوتے اور آج کے حالات کا مشاہدہ کرتے کہ کیسے کرنسی نوٹ بازاروں میں رائج ہیں اور ان کے بعد معاشی نظام میں کیسی کیسی تبدیلیاں رونما ہوئیں، تو وہ بھی ان حضرات کی تائید فرماتے جنہوں نے "ثمنیت" کو علت ٹھہرایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر جمہور اہلِ علم نے اس رائے کو اختیار فرمایا ہے باوجود یہ کہ ان حضرات میں سے حنفی، شافعی اور حنبلی بھی ہیں، انہوں نے اس معاملے میں اپنے ائمہ کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے وہ رائے اور مؤقف اپنا لیا جو اُن کی نظر میں درست ہے۔

۸) ایک اور اہم بات سے بھی صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں کہ شارع علیہ السلام نے اثمان کے معاملے میں شدت جب کہ سامان و عروض کے معاملے میں رخصت سے کام لیا ہے، اگر اس مؤقف کو اختیار کیا جائے تو اس میں صورتِ حال برعکس ہے، بایں طور کہ جو کے عوض گندم کی ادھار بیع اس مؤقف کے

مطابق ناجائز ہے اور ڈالر کے عوض روپے کی ادھار بیع جائز ہے، اس طرح سے انہوں نے سامان کی نسبت اثمان میں زیادہ رخصت دی۔ یہ بات مسلم ہے کہ یہ حکم علت کی وجہ سے ہے، لیکن یہ علت کے ضعف کی علامت ہے کہ اس کے ماننے سے مقاصدِ شریعت کے برعکس ایک مؤقف کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

متقدمین احناف نے سونا، چاندی، اور لوہے کو حکم کے اعتبار سے برابر ٹھہرایا تھا کیونکہ ان کے نزدیک سب میں علت "وزن" ہی ہے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے سونا، چاندی میں مزید قیود لگادیئے، چنانچہ انہوں نے اس میں بیع الغائب بالناجز کو ناجائز قرار دیا، جو ان کے ہاں لوہے اور دیگر وزنی اشیا میں جائز ہے، جب کہ اس مؤقف میں صورتِ حال برعکس ہے۔

حنفی مؤقف کے حوالے سے مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے:

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ علت کے حوالے سے حنفیہ کا مؤقف کمزور ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی تصنیف "تکملہ فتح الملہم" میں بھی اس مؤقف کو ضعیف قرار دے کر مالکیہ کی رائے کو قوی قرار دیا ہے[115]"۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میری رائے کے مطابق مالکیہ کی رائے نظری اعتبار سے اور عملی اعتبار سے زیادہ راجح ہے۔ نظری اعتبار سے اس طرح کی حضورِ پاک ﷺ نے ربٰوالفضل کو سدِ ذریعہ کے طور پر حرام فرمایا کہ اس کو ربٰوالنسیئۃ کی طرف رستہ نہ بنایا جائے جو کہ نصِ قرآن کی رو سے حرام ہے۔ اب اس ربٰو کی طرف تدریجی طور پر بڑھنا ان اشیا میں ممکن ہے جو اثمان کے قبیل سے ہو یا تعامل کے اعتبار سے اثمان کے قائم مقام ہو۔ اہلِ عرب اور خصوصاً دیہاتی لوگ سونا، چاندی کو بہت کم استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کے زیادہ تر معاملات ان اشیا کے ذریعے ہوا کرتے تھے جو ان کے پاس آسانی سے موجود ہوتی تھیں، جن چھے چیزوں کا حدیث میں ذکر آیا ہے، یہی چیزیں وہ بطورِ ثمن استعمال کیا کرتے تھے، اس لیے ان چیزوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ یہ بطورِ ثمن استعمال ہوتی تھیں، ان میں سونا، چاندی خلقی طور پر ثمن تھے، جب کہ باقی چیزیں تعامل کی وجہ سے ثمن کی طرح تھیں۔ یہ نکتہ باقی وزنی اور کیلی اشیا میں موجود نہیں۔ عملی لحاظ سے اس طرح کہ قدر کو علت قرار دینے کے باعث حنفیہ کو عملی طور پر کئی طرح کے مشکلات کا سامنا ہے، جو درج ذیل ہیں:

---

١١٥ – محمد تقي، **تكملة فتح الملهم**، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ)، ص: ١/ ٥٤٣-٥٤٤.

۱۔ مثلاً: روئی کو چاندی کے دراہم کے عوض ادھار بیچنا حنفی فقہاء کی بیان کردہ علت کے مطابق حرام ہونا چاہیے، جب کہ حنفی فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے (۱۱۶)۔

۲۔ فلوس چونکہ وزنی نہیں ہیں، اس لیے اس کو فلوس کے بدلے بیچتے وقت قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں تفاضل جائز ہو، لیکن حنفیہ نے اسے حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اصطلاحی اعتبار سے اثمان ہیں اور اثمان متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔

۳۔ حنفیہ کے قول کے مطابق علت (قدر) موجود ہونے کی وجہ سے کسی وزنی چیز میں بیعِ سلم کرنا اور سونا، چاندی کو اس کی قیمت بنانا ناجائز ہونا چاہیے تھا، لیکن انہوں نے ربٰو الفضل کی حرمت سے اسے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

حنفیہ کی بیان کردہ علت پر حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس اعتراض کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جس ک کا تذکرہ ہم پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں کہ کسی چیز کا کیلی یا وزنی ہونا زمانے اور جگہ کے اعتبار سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے ہاں یہ بات زیرِ بحث رہی ہے کہ کیلی اور وزنی چیز میں فرق کیسے کیا جائے؟ چنانچہ ان کے ہاں مشہور یہ ہے کہ کسی چیز کے کیلی یا وزنی ہونے پر اگر نص وارد ہو تو وہ ہمیشہ اسی طرح ہی رہے گی، البتہ جہاں نص نہ ہو وہاں معاملہ عرف پر محمول کیا جائے گا، البتہ امام ابو یوسفؒ کا مؤقف اس سلسلے میں دیگر احناف سے مختلف ہے، ان کے نزدیک تمام اشیا کے کیلی یا وزنی ہونے کا دار و مدار صرف عرف پر ہے۔ علامہ ابن ہمامؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ شیخ نے آخر میں لکھا ہے: جہاں تک مالکیہ کی تعلیل کا تعلق ہے تو وہاں عملاً یہ مشکلات نہیں پائی جاتیں، کیونکہ ان کی بیان کردہ دونوں علتیں یعنی "ثمنیت اور غذا ہونا" ربٰو الفضل کے احکام کو باہم مربوط بنا دیتی ہیں اور یہ تدریجی طور پر ربٰو النسیئۃ کی طرف لے جانے والی اس منصوصی حکمت کے قریب بھی ہے (117)۔ یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ حضرت شیخ نے یہاں مالکیہ کی طرف جس قول کی نسبت کی ہے، اس سے مراد وہ قول ہے جس میں امام مالک سے سونا، چاندی میں " مطلق ثمنیت " کا علت ہونا مروی ہے۔ حضرت شیخ نے اپنے رسالہ

---

۱۱۶ – امام زیلعی فرماتے ہیں: ويشترط أن يجمعهما الوزن من كل وجه، وإن لم يجمعهما جاز النسأ أيضا كالنقدين مع القطن ونحوه؛ لأن صفة وزنهما مختلف، الزيلعي، **تبيين الحقائق**، ص: ٤/ ٨٨.

۱۱۷ – محمد تقي العثماني، **تكملة فتح الملهم**: ١/ ٥٤٣-٥٤٤.

"**أحكام الأوراق النقدية**" میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ "ثمنیتِ مطلقہ" کو ربٰو کی علت قرار دینا مالکیہ کی رائے ہے۔(118)

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ سونا، چاندی میں "وزن" کو علت قرار دینا علمی اور عملی طور پر کمزور مؤقف ہے۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ سونا، چاندی میں یا تو "ثمنیتِ مطلقہ" کو علت قرار دیا جائے یا "ثمنیتِ غالبہ" کو بایں طور علت قرار دیا جائے جو کرنسی نوٹ کو بھی شامل ہو، کیونکہ کرنسی نوٹ بھی مروجہ ثمن ہے، لہٰذا اس بات کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ ربٰو اور صَرف کے احکام سونا، چاندی اور کرنسی نوٹ پر یکساں طور پر لاگو ہوں گے۔

خاتمہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

۱- کرنسی نوٹ بذاتِ خود ثمن ہے جس پر ربٰو اور صَرف کے احکام جاری ہو سکتے ہیں۔

۲- کرنسی نوٹ کو فقہی احکام میں سونا، چاندی کے ساتھ ملحق کرنا فقہی لحاظ سے زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

۳- کرنسی نوٹ کو بعض بنیادی فروق کی وجہ سے فلوس یعنی دھاتی سکوں کے ساتھ ملحق کرنا درست نہیں۔

۴- سونا، چاندی میں علتِ ربٰو کے حوالے سے مالکیہ کی رائے زیادہ درست اور شرعی مقاصد سے زیادہ ہم آہنگ ہے۔

۵- علت کے بارے میں حنفیہ کی رائے پر کافی اشکالات وارد ہوتے ہیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۶- کرنسی نوٹ کے بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب کی رائے اگرچہ حنفیہ کی رائے پر مبنی ہے لیکن اس پر مضبوط قسم کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں، اس لیے جمہور کی رائے اس کے مقابلے میں زیادہ لائقِ اعتنا، قرینِ قیاس اور اقرب الی الصواب ہے۔

---

١١٨ - شیخ لکھتے ہیں: "فأما الإمام مالك بن أنس رحمه الله، فلأنه يعتبر الثمنية علة لتحريم التفاضل والنسيئة، سواء كانت الثمنية جوهرية، كما في الذهب والفضة، أو عرفية مصطلحة، كما في الفلوس"، العثماني، "أحكام الأوراق النقدية"، ضمن **بحوث في قضايا فقهية معاصرة**، ص: ١٦٣-١٦٤.